

A woman with dark, curly hair, wearing a black sleeveless top and a gold and black striped skirt, is looking over her right shoulder towards the camera. The background is a warm, golden-brown color with a blurred image of a man and a woman riding a bicycle in the distance.

بشر و انصاری

باوری پیاکی

بشر و انصاری

باوری پیا کی

مبشرہ انصاری

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40- اردو بازار، لاہور

فون: 37352332-37232336

پیش لفظ!

محبت کہنے میں پڑھنے میں اور سننے میں بظاہر چار حرفی لفظ ہے۔ مگر اس ایک لفظ میں اک جہاں بسا ہوا ہے..... اس جہاں میں ستم کی لال آندھیاں بھی ہیں اور دلی سکون پہنچاتی ہوائیں بھی..... کہیں غموں کی پھوار ہے تو کہیں خوشیوں کی برسات ہے..... کہیں خاموشیوں کی صدائیں ہیں تو کہیں گنگنائی ہوائیں ہیں..... اس ایک لفظ میں بہت کچھ پوشیدہ ہے..... ہمیں نہیں معلوم کہ اس ایک لفظ کے سمندر میں ہمارے لئے کیا سبق پوشیدہ ہے..... ہم تو بس اس ایک لفظ سے متاثر ہو کر، آنکھیں موندے، کامل یقین سے اس محبت کے سمندر میں غوطہ لگا دیتے ہیں..... پھر کیا حاصل اور کیا لا حاصل.....؟ محبت مہربان ہو جائے تو ہر موسم بہار کا موسم لگتا ہے..... اور اگر محبت بے مروت نکلے تو انسان اس قدر ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے کہ ان ٹوٹے ٹکڑوں کے آر پار سے ہماری گھائل روح تک دیکھائی دینے لگتی ہے..... اور یہ روح صرف اسی کو دیکھائی دیتی ہے جو صاحب نظر ہو..... جو ذی حس ہو.....

خاموش چہرہ، خاموش لفظ کی طرح صاحب نظر انسان کے سامنے بولتا ہے۔ خاموشی خود گویائی ہوتی ہے..... صاحب نظر سکوت سے ہمکلام ہوتا ہے۔ صاحب نگاہ کے سامنے، فاصلے، فاصلے نہیں رہتے..... زماں و مکاں کی وسعتیں اسکی چشم پینا کے سامنے سمٹ سی جاتی ہیں.....

غم زندگی، غم بندگی، غم دو جہاں
میری ہر نظر تیری منتظر، تیری ہر نظر میرا امتحان

”باوری پیا کی“ کہانی ہے محبت کی، اعتبار کی، انتظار کی، ٹوٹے بکھرے جذبوں کی، دو گھائل دلوں کی کہانی، دو گھائل دل جب آپس میں ملتے ہیں تو اک دو بے کیلئے بے حد مخلص ہوتے ہیں..... اپنی بے لوث محبت اک دو بے پر نچھاور کرتے ہیں..... یہ بات تو طے ہے کہ محبت کوشش یا محنت سے حاصل نہیں ہوتی..... یہ عطا ہے بلکہ یہ بڑے ہی نصیب کی بات

ہے..... محبت کثرت سے وحدت اور وحدت سے کثرت تک کا سفر طے کرتی ہے..... محبت آسمانوں کی بے کراں وسعتوں کو ایک جست میں طے کر سکتی ہے..... محبت قطرے کو قلمز آشنا کرتی ہے..... محبت اگر زمین پر پاؤں رکھے تو آسمانوں سے آہٹ سنائی دیتی ہے..... محبت کرنے والے کسی اور مٹی سے بنے ہوتے ہیں..... یہ خلوص کے پیکر دنیا میں رہ کر بھی دنیا سے الگ ہوتے ہیں..... دراصل محبت، زندگی اور کائنات کی انوکھی تشریح ہے..... محبت کرنے والے اپنی ہستی کے نئے معنی تلاش کرتے ہیں..... وہ بامعنی سفر پر گامزن ہوتے ہیں، زندگی کے تپتے ہوئے ریگزار میں محبت گویا ایک نخلستان سے کم نہیں..... محبت کے سامنے ناممکن و محال کچھ نہیں..... محبت پھیلے تو پوری کائنات، اور سمٹے تو ایک قطرہ خون.....

نہ خوف کر مجھ سے، رسوا نہ کروں گا
تو روح عزت ہے میری، فقط پیار ہی نہیں

وہ انسان، جس نے سچی بے لوث محبت کی قدر نہ کی، اس سے وفائے کسی..... کسی سے وفا نہیں کر سکتا..... عظیم انسان اپنے حبیب پر غیر متزلزل اعتماد کے سہارے عظیم ہوتے ہیں..... انتخاب رفیق سے پہلے تحقیق کر لینا جائز ہے..... لیکن کسی کو اپنا کہہ لینے کے بعد اسے کسی آزمائش سے گزارنا، بددیانتی ہے..... رفیق کے ساتھ ایک ہی سلوک روا ہے۔

اور وہ وفا ہے..... وفا کرنے والے کسی کی بے وفائی کا گلہ نہیں کرتے۔ رفاقت قائم رکھنے کیلئے انسان کو نہ ختم ہونے والا حوصلہ ملا ہے۔ رفاقتیں گردش حالات سے متاثر نہیں ہوتیں..... رفاقت تو صعوبتوں کی گھٹاؤں سے گنگنائی ہوئی گزرتی ہیں.....

ساری دنیا روٹھ جائے مجھے پروا نہیں
اک تیرے روٹھ جانے سے دل تڑپ سا جاتا ہے

چونکہ احساسات و خیالات کا ٹھانھیں مارتا سمندر میرے اندر موجزن رہتا ہے..... لہذا میں انہیں کورے کیونمز پر رنگوں کی مدد کے ذریعے اور صفحہ قرطاس پر قلم کی سیاہی کی مدد کے ذریعے منتقل کرنے پر مجبور ہو جاتی ہوں۔ ایک کے بعد ایک میری تمام کہانیوں نے شائع ہو کر قارئین کے

دھکیلتے آگے ہی آگے دوڑتے چلے جا رہے تھے..... تقریباً ایک گھنٹے تک وہ بے ہنگم اس راستے پر دوڑتی رہی..... جب دوڑ دوڑ کر تھک چکی تو پارک سے باہر نکل آئی..... سڑکیں ابھی بھی سنسان تھیں..... دور دور تک کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا..... وہ سڑک کے بیچ و بیچ چلتے ہوئے دور افتح کی جانب دیکھنے لگی..... کتنا وسیع تھا آسمان..... اور اس پر چھائے کالے بادل..... کتنے خوبصورت لگ رہے تھے..... ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے کسی ماہر آرٹسٹ نے ایک خوبصورت پینٹنگ تشکیل کی ہو..... اللہ سے بڑا آرٹسٹ کوئی نہیں..... اس دنیا میں موجود ذرہ ذرہ، پتا پتا اللہ کا ہی تو تشکیل کردہ ہے اور یہ چلتے بادلوں کی پینٹنگ..... یہ بھی تو اس پروردگار عالم کا ہی کرشمہ تھا..... وہ مبہوت سی اس خوبصورت آسمان کی جانب تکتی چلی گئی..... کتنی خاموش تھیں اس کی آنکھیں..... بالکل خشک گہری سبز آنکھیں اور ان پر لمبی گھنی پلکیں..... گزرے زمانے کی ایک داستان چھپی تھی ان خوبصورت آنکھوں میں..... دور افتح پر نظریں نکائے اس نے ایک گہرا لبہ سانس لیا..... آنکھوں میں ایک دم نمی سی اتر آئی..... اس نے ایک سسکی لی اور پھر اس کی آنکھیں ایک تواتر سے بندھنے لگیں..... اس نے ایک اور گہری لمبی سانس لی اور پھر خوبصورت نازک انگلیوں کے پوروں سے آنسو چنتی وہ دل ہی دل میں ہنسا م ہوئی.....

”کوئی نہیں مرتا کسی کے بغیر..... یہی زندگی کی حقیقت ہے.....! صرف سانس آنے کو بھی تو جینا نہیں کہتے..... اک بوجھ ہے دل پر..... نہ جینے دیتا ہے..... نہ موت کے حوالے کرتا ہے.....“

اس نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب کرتے ہی ایک اور گہری لمبی سانس کھینچی.....

”یہ تڑپ شاید کبھی ختم نہیں ہوگی..... کیونکہ میرا جرم بہت بڑا ہے..... ہاں..... سچی بے

لوٹ محبت جرم ہے میرا.....“

شدت درد کے عالم میں وہ اپنی آنکھیں میچ گئی.....

☆☆☆

چار سال پہلے..... 2011ء

خاموشیاں، آواز ہیں.....

تم سننے تو آؤ کبھی.....

چھو کر تمہیں، کھل جائیں گی.....

گھر ان کو بلاؤ کبھی.....

بیقرار ہیں، بات کرنے کو.....

کہنے دو ان کو ذرا.....

خاموشیاں.....

تیری میری خاموشیاں.....

لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں بجتے گانے کے ساتھ ساتھ رقص کرتی دیکھائی دے رہی تھیں.....

کیا اس گلی میں، کبھی تیرا جانا ہوا.....

جہاں سے زمانے کو گزرے زمانہ ہوا.....

میرا سے تو وہیں پہ ہے ٹھہرا ہوا.....

بتاؤں تمہیں کیا، میرے ساتھ کیا کیا ہوا.....

خاموشیاں، اک ساز ہیں.....

تم دھن کوئی لاؤ ذرا.....

خاموشیاں، الفاظ ہیں.....

کبھی آگے گنگنا نے ذرا.....

خاموشیاں.....

تیری میری خاموشیاں.....

لپٹی ہوئی خاموشیاں

”واہ..... زبردست.....“

گانے پر سر دھنتی وہ، لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ فیس بک اکاؤنٹ سائن ان ہوتے ہی ٹاپ پر کسی کیونٹی کے سٹیٹس پر اس کی نظریں ٹھہری گئی.....

”اکثر برا وہی بنتا ہے..... جو اچھا بن کر ٹوٹ چکا ہو.....“

زیر لب سامنے سکرین پر لکھا سٹیٹس بڑبڑاتے ہی اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ کی

کیز پر چلنے لگیں..... ٹاپ کرتے ہی وہ ساتھ ساتھ بڑبڑانے بھی لگی تھی.....

”I don't think so مجھے لگتا ہے کہ انسان کی فطرت کبھی نہیں بدلتی.....“

Comment کرتے ہی وہ لب بھینچنے لگی..... اگلے ہی پل ایک نوٹیفکیشن ابھری.....

اس نے جلدی سے کلک کیا اور اپنے کمنٹ کے نیچے (زمرے زیام) کے نام کی آئی ڈی سے لکھا گیا

کمنٹ پڑھا

”LOL! انسان بُرا ہی بہتر ہے..... اچھا بن کر ٹوٹ جانے سے کہیں زیادہ بہتر ہے.....“
وہ تیوری چڑھائے اس لڑکے کم کمٹ کا رہیلے کرنے لگی تھی۔

”اچھا انسان کبھی نہیں ٹوٹا کیونکہ اس کی اچھائی اسے ٹوٹنے ہی نہیں دیتی..... اچھائی ہر
برائی پر حاوی ہے.....“

زیر لب مسکراتے ہوئے اس نے اینٹر کا بٹن دبایا..... اگلے ہی پل ایک اور میج ابھرا.....
”اچھائی میں کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا.....“

وہ پھر سے ٹائپ کرنے لگی.....

”Whatever! اچھائی زندہ باد!“

اگلے پانچ منٹ تک وہ سکریں پر نظریں جمائے بیٹھی رہی..... مگر اس آئی ڈی سے اب
کوئی میج نہ آیا تھا..... اس نے لمبی سانس پھینچی اور اٹھ کر کچن میں چلی آئی..... گھڑی رات کے دو بجے
رہی تھی۔ وہ اکثر لیٹ نائٹ سویا کرتی..... اور سونے سے پہلے دے پاؤں چوری چھپے کچن میں جا
کر فریج کی تلاشی لازمی لیا کرتی..... ایک دن اس کے بابا نے اسے رنگے ہاتھوں چوری چھپے کچن
میں جاتے پکڑا تھا..... تبھی سے وہ آئے روز اس کا مذاق اڑایا کرتے.....

آیت تین بہنوں سے چھوٹی اور دو بھائیوں سے بڑی تھی..... بابا کی بے انتہائی
لاڈلی..... ماما کی بھی لاڈلی تھی..... مگر بابا کی لاڈلی زیادہ تھی..... پورا بچپن بیمار رہتے رہتے گزار دیا
تھا..... کبھی چمکے فرش سے پھسل کر ٹانگ کی ہڈی توڑ لی..... کبھی بے موسمی بے ہنگم پانی والی چھالوں
نے آن گھیرا..... کبھی دل کا وال بند تو کبھی کچھ..... جب سات برس کی تھی تو ڈاکٹرز نے قطعی طور پر
جواب دے دیا کہ اب اس کے زندہ رہنے کے چانسز بہت کم ہیں..... مگر وہ کہتے ہیں ناں..... جسے
اللہ رکھے، اسے کون چکھے..... آج وہ بیس برس کی ہو چکی تھی..... ڈاکٹرز کے دیئے گئے سات دن
تیرہ برس میں بدل چکے تھے..... مگر وہ زندہ تھی..... معجزہ اسی کو کہتے ہیں۔ اللہ کے فیصلوں کے آگے
کسی کی نہیں چلتی..... وہ چاہے تو مردے میں جان ڈال دے..... چاہے تو ہنستے بستے، خوشحال،
صحت مند انسان کی زندگی کی شام کر ڈالے..... یہ اس کے کرشمے ہیں..... اسی لئے تو کہتے ہیں کہ
امید زندہ رکھنی چاہئے..... اندھیرے کے بعد سوریا اٹل حقیقت ہے.....

فریج سے سپرائٹ اور کیمبن سے پاپ کان اٹھانے کے بعد وہ واپس اپنے کمرے میں
چلی آئی..... بیڈ پر بیٹھے ہی اس کی نظریں بک کے ان بکس میں آئے ایک میج کے نوٹیفکیشن پر ٹپک
سی گئی..... اُس نے جلدی سے ان بکس پر کلک کیا.....

”زمرے زیام!“

منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی وہ اب میج پڑھنے لگی تھی.....

”لگتا ہے آپ بحث کرنے میں بہت ماہر ہیں.....“

ماتھے پر شکن ڈالے وہ اس کے میج کو گھورتے ٹائپ کرنے لگی.....

”بحث نہیں..... غلط بات برداشت نہیں ہوتی مجھ سے.....“

”اوہ ریکی.....؟ بائے دی دے..... کوئی غلط بات تو نہیں کہی تھی میں نے.....“

”100% غلط بات کہی تھی آپ نے مسٹر!“

”زمرے زیام.....! اور آپ کا نام؟“

اب کے وہ منہ کھولے حیرانی سے اس کا میج پڑھنے لگی..... پھر آنکھیں میچی ایک اور میج
ٹائپ کرنے لگی.....

”میں نے آپ سے آپ کا نام نہیں پوچھا.....“

”پر میں نے بتا دیا..... دیکھئے اچھا انسان ہوں ناں..... غالباً آپ کو تو اچھے انسانوں کی
بہت پہچان ہے.....“

”جو اچھی باتیں نہیں کرتا..... وہ اچھا انسان نہیں ہو سکتا.....“

”ارے! یہ آپ سے کس نے کہہ دیا..... یقیناً جانیئے بہت اچھا انسان ہوں..... آزما کر
دیکھ لیجئے.....“
”تو ٹھیکس.....!“

”بائے دی دے آپ کی آئی ڈی (شریمیلی غریب لڑکی) بہت آئی کچنگ ہے..... آئی
لائک اٹ.....!“
”ٹھیکس!“

”غریب لڑکیاں شریمیلی ہوتی ہیں..... تو کیا امیر لڑکیاں شریمیلی نہیں ہوتیں؟“

”وہ اب مسکرائے لگی تھی.....“

”ہوتی ہوگی..... مجھے کیا معلوم!“

”آہاں..... شریمیلی غریب لڑکی جی! کرتی کیا ہیں آپ؟“

سپرائٹ کا سپ لیتے ہی اسے ایک شرارت سوچھی..... تبھی وہ لب دانٹوں تلے بیچنے میج
ٹائپ کرنے لگی.....

وہ سائن آؤٹ ہو گیا..... آیت کافی دیر یونہی بیٹھی خالی سکرین کی جانب دیکھتی رہی.....
پھر اس کے لکھے گئے نمبر پر نظریں ٹکائے لیپ ٹاپ بند کر دیا..... وہ نیم دراز ہو چکی تھی..... زیر لب
مسکرا بھی رہی تھی.....

”زمرے.....! اوہ نام کا مطلب تو پوچھا نہیں میں نے..... ہوں..... نام تو اچھا
ہے..... پر تھوڑی ٹیکسٹو سوچ کا مالک ہے.....“

وہ من ہی من میں سوچنے لگی تھی..... پھر کروٹ بدلتے ہی بولی۔
”خیر..... مجھے کیا.....“

لیپ کا بٹن دباتے ہی کمرے میں مکمل اندھیرا چھا گیا.....
تھوڑی ہی دیر میں وہ نیند کی وادی میں گم ہو گئی.....

☆☆☆

ندیا کا پانی بھی خاموش بہتا یہاں.....

کھلی چاندنی میں چھپی لاکھ خاموشیاں.....

بارش کی بوندوں کی ہوتی کہاں ہے زباں.....

سلگتے دلوں میں ہے خاموش اٹھتا دھواں.....

خاموشیاں، آکاش ہمیں.....

تم اڑنے تو آؤ ذرا.....

خاموشیاں، احساس ہیں.....

تمہیں محسوس ہوتی ہیں کیا.....

بیقرار ہیں، بات کرنے کو.....

کہنے دو انکو ذرا.....

خاموشیاں.....

تیری میری، خاموشیاں.....

خاموشیاں.....

لپٹی ہوئی خاموشیاں.....

وہ اپنا من پسند گانہ دن میں نجانے کتنی بار سنا کرتی..... نجانے کیوں..... مگر اسے یہ گانہ
اپنے دل کی زباں لگتا تھا..... دو دن گزر چکے تھے..... اسے اکیلے رہنے کی عادت تھی..... اسی لئے

”کیا بتاؤں صاحب! زندگی مشکلوں میں لپٹی ہے..... غریب گھرانے میں پیدا ہوئی.....
بچپن سے ہی گھروں کی صفائیاں کرتی آرہی ہوں.....“

”LOL! یعنی ماسی ہیں آپ؟“

”جی صاحب!“

”اوہ آئی سی..... تو ماسی صاحبہ! نیٹ کہاں سے یوز کر رہی ہیں آپ؟“

ایک دم سے اس کی ہنسی پھوٹ پڑی..... وہ اب مزے لینے لگی تھی.....

”جی..... وہ ناں..... میں..... ناں..... وہ ناں..... اپنی باجی کا بڑے والا مہلیل
(موبائل) چوری کر کے آئی تھی..... قسم سے برا شوق تھا مجھے فیس بک استعمال کرنے کا اور یہ بڑے
والا مہلیل استعمال کرنے کا.....“

”ہا ہا ہا..... ریلی!“ تو ماسی صاحبہ آپ چورنی بھی ہیں؟“

”جی نہیں..... چور نہیں ہوں..... بیگم صاحبہ اجرت تو دیتی نہیں۔ اس لئے مہلیل چوری کر

لیا..... حق ہے میرا.....“

”آہاں..... مذاق اچھا کرتی ہیں آپ!“

”یہ مذاق نہیں.....“

”اوکے! سیرسلی بتائیں اپنے بارے میں.....“

”آپ کیوں جانتا چاہتے ہیں؟“

”کیونکہ اچھے انسانوں کو اچھے انسانوں سے بنا کر رکھنی چاہئے۔ اس لئے.....“

”اور اگر میں نہ بتاؤں تو؟“

”فائن..... مرضی ہے آپ کی..... اچھا..... میں چلا..... ضروری کام ہے..... یہ میرا نمبر

ہے..... اگر اچھے انسان کی ضرورت پڑے تو بلا تامل کال یا میسج کر لیجئے گا.....“

”جی نہیں..... اپنا نمبر اپنے پاس ہی رکھئے..... مجھے نمبر ایکسچینج کرنے میں کوئی دلچسپی

نہیں.....“

”نو پراBLEM!! اچھو کی! میں نیٹ بہت کم یوز کرتا ہوں..... آج بھی قریباً ایک ماہ بعد اپنا

اکاؤنٹ کھولا تھا..... سٹیٹس پڑھ کر کمنٹ کئے بنا رہ نہیں سکا..... خیر..... ٹائس ٹانگ ٹو پوشر میلی

غریب لڑکی + ماسی صاحبہ! ٹیک کیئر بائے۔“

”ہائے!“

اکثر وہ اپنے کمرے میں ہی قید ہو کر رہا کرتی..... فرینڈز کے نام پر دو سے تین فرینڈز تھیں جو اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھیں..... وہ کسی سے زیادہ بات نہ کرتی..... بہت کم لوگ اسے امپریس کرتے..... زمرے بھی پہلی ہی بار میں کہیں نہ کہیں اپنی پر چھائی چھوڑ گیا تھا..... حالانکہ نیگیو سوچ ابھر کر سامنے آئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ اس کا میسج کھولے اس میں لکھے گئے نمبر کی جانب دیکھنے لگی.....

”نہیں..... میں اس کے نمبر پر میسج نہیں کروں گی..... اگر کوئی چھچھورا نکلا تو.....؟“

وہ نمبر سیو کرتے کرتے رک سی گئی.....

”باتوں سے چھچھورا لگ تو نہیں رہا تھا.....“

”وہ لب بھینچنے لگی.....“

”اگر میسج کر بھی دوں..... تو کہیں وہ یہ نہ سمجھے کہ میں ہر دوسرے لڑکے سے فون پر بات

کر لیتی ہوں.....“

”اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا..... لمبی سانسیں کھینچتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک کونے سے

دوسرے کونے تک کا سفر طے کرتی وہ مسلسل سوچے جا رہی تھی.....

”نووے..... میں اس کو میسج نہیں کروں گی.....“

پورا ہفتہ بیت چکا تھا..... وہ آن لائن نہیں آیا تھا..... آیت بھی آج خاصی بوریت کا شکار

تھی..... اس کا میسج کھولتے ہی نمبر سیو کیا..... اور پھر ایک میسج لکھ ڈالا.....

”Hi.....“

ٹھیک پندرہ منٹ بعد موبائل پر میسج کی ٹون بجی..... اسی نمبر سے میسج آیا تھا..... اس نے

جلدی سے میسج اوپن کیا.....

”Just get the hell out of here, Don't MSG me“

”What?“

میسج پڑھتے ہی اس کی تیوری چڑھ گئی..... منہ کھولے وہ حیرانگی سے میسج کو گھورنے لگی.....

پر جلدی سے لب بھینچتے ہی وہ پھر سے میسج ٹائپ کرنے لگی.....

”ایکسیو زی! آپ کو بات کرنے کی تمیز نہیں..... پہلے خود ہی نمبر دیتے ہیں اور پھر اس

طرح سے بی ہو کرتے ہیں..... تعجب ہے.....“

تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور میسج آیا.....

”ایکسیو زی! میں نے کب دیا تمہیں نمبر.....؟ دیکھو تم جو کوئی بھی ہو، فضول میں میرا

دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں..... خبردار جواب تم نے مجھے میسج کیا تو..... بہت برا پیش آؤں گا تمہارے ساتھ۔“

غصے کے عالم میں وہ ایک بار پھر سے تیزی سے انگلیاں چلانے لگی۔

”اوہیلو! سمجھتے کیا ہو تم خود کو.....؟ میں مر نہیں رہی تم سے بات کرنے کو..... واقعی انسان

کی فطرت کبھی نہیں بدلتی..... اچھا اچھا ہی ہوتا ہے..... اور برا برا ہی رہتا ہے.....“

”میسج سینڈ کرتے ہی غصے کے عالم میں اس نے اپنا موبائل صوفہ پر پٹخ دیا..... اور وہ

اب پھنکارتی ادھر سے ادھر چکر کاٹنے لگی..... پھر سے میسج کی ٹون بجی.....

”Who are you!“

میسج پڑھتے ہی اس نے ایک بار پھر سے بنا جواب دیئے موبائل صوفہ پر پٹخ دیا..... ایک

اور میسج آیا.....

”شرمیلی غریب لڑکی؟“

غالباً وہ کنفرم کرنا چاہ رہا تھا..... تیوری چڑھائے اس نے میسج کا جواب دے ڈالا.....

”YES!“

”اوہ آئی ایم سو..... سوری..... ایک شریمیلی سوری ماسی!“

میسج پر نظریں ٹکائے وہ لب بھینچے دوبارہ سے ٹائپ کرنے لگی ہی تھی کہ اسی نمبر سے کال

آگئی..... موبائل پر بلنک ہوتے زمرے کا نام دیکھتی وہ لمبی سانس کھینچ کر رہ گئی.....

”کیا کروں.....؟“ کاٹ دیتی ہوں.....“

اس نے جلدی سے کال ریجیکٹ کر دی..... تھوڑی ہی دیر بعد ایک بار پھر سے اس کا نام

موبائل سکرین پر بلنک کرنے لگا..... گلہ کھنکارتی وہ لمبی سانس کھینچتی کال ریسیو کئے موبائل کان سے

لگا بیٹھی۔

ایئر پیسر سے ایک خوشگوار بھاری مردانہ آواز ابھرتی تھی.....

”Hay! Hi! I`m really sorry“ مجھے لگا روگ نمبر ہے..... اچھو ٹلی پچھلے کئی

دنوں سے مجھے الگ الگ نمبر سے روگ کالز آ رہی ہیں..... میں سمجھا یہ بھی کوئی شرارت کر رہا

ہے.....“

کتنی خوبصورت آواز تھی اس کی..... مکمل طور پر آسیر میں لے لینے والی آواز..... وہ لب

بھینچتے ہی دھیمے لہجے میں گویا ہوئی.....

”تو آپ اپنے نمبر نیٹ پر ہر کسی کو مت دیا کریں.....“

”نہیں ایسا نہیں..... میں اپنا نمبر بمشکل کسی کو دیتا ہوں.....“

انچوٹکی یہ جو میرے دوست ہیں نا..... یہ ہر وقت شرارت کرتے رہتے ہیں..... اپنی

ویز..... کیا پورا ہفتہ سوچتی رہیں آپ..... کہ مجھے میسج کرنا چاہئے یا نہیں.....“

”ہاں..... نیٹ کے لوگوں پر اعتبار کرنا تھوڑا مشکل کام ہے.....“

”میں رائٹ..... بائے دی وے یو ڈونٹ دری..... میری طرف سے آپ کو شکایت کا

موقع ہرگز نہیں ملے گا.....“

”ہوں.....“

وہ چلتے چلتے بیڈ پر آ بیٹھی تھی..... اس کی آواز اس قدر خوبصورت تھی کہ آیت مزید بحث

کر ہی نہ پائی..... ایئر پیکیئر سے آواز ابھری تھی.....

”سو.....! ماسی صاحبہ! کچھ اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گی آپ؟“

وہ پھر سے لب بھینچنے لگی..... یہ شاید اس کے بچپن کی عادت تھی.....

”بتایا تو تھا اس دن.....“

”نہیں..... سیر سیلی.....!“

”ہوں..... پوچھئے کیا جانا ہے آپ کو.....“

”آپ کا نام، شہر کوالیفیکیشن، تاج..... وغیرہ وغیرہ.....“

”ہوں..... پہلے آپ اپنے بارے میں بتائیے.....“

”نو..... لیڈیز فرسٹ.....“

ساتھ ہی اس کی ہنسی کی آواز بھی سنائی دی تھی..... آواز کی طرح اس کی ہنسی بھی بے انتہا

خوبصورت تھی..... وہ بھی دھیمے سے مسکرا دی.....

”نہیں پہلے آپ.....“

”ہوں..... کافی ضدی ہیں آپ.....“

”ہوں.....“

”ویل..... میرا نام زمرے ہے..... پورا نام زمرے زیا م! MBA فائل ایئر کا

سٹوڈنٹ ہوں..... 24 سال کا ہوں..... نئی ادارے میں پروجیکٹ انجینئر کی جاب بھی کرتا

ہوں.....“

”گڈ نو آباؤٹ یو مسٹر زمرے..... بائے دی وے آپ کے نام کا مطلب کیا ہے.....؟“

”Lion! یعنی ببر شیر..... ہا ہا ہا.....“

کھلکھلاتا قبچہہ ایئر پیکیئر سے ابھرا تھا..... وہ بھی مسکرا دی تھی.....

”سو! ناؤ یور ٹرن مس شرمیلی غریب لڑکی + ماسی!“

اس بار وہ دھیمے سے ہنس دی.....

”آیت.....! آیت لاشاری!“

”واؤ..... گڈ نیم ماشاء اللہ.....!“

”تھینکس.....“ حال ہی میں B.A کے ایگزامز سے فارغ ہوئی ہوں.....

فی الحال گھر میں فارغ ہوں آج کل..... اینڈ میں آئی ایم 20.....“

”آہاں..... ساؤنڈ ز گڈ..... نمبر آپ کا لاہور کا لگ رہا ہے..... آپ لاہور میں رہتی

ہیں؟“

”بالکل..... اور آپ؟“

”کراچی..... کلفٹن.....؟“

”لاہور..... ڈیفنس.....“

”آہاں..... سو..... زوڈک سائن کیا ہے آپ کا؟“

”24 Leo جولائی..... اور آپ.....؟“

”28 فروری..... Pisces.....“

”میری ایک بہن بھی Pisces ہے.....“

”گڈ..... کتنے بہن بھائی ہیں آپ لوگ؟“

”ہم چار بہنیں اور دو بھائی..... تین بہنیں مجھ سے بڑی ہیں..... اور دونوں بھائی

چھوٹے.....“

”ہوں..... آئی ہیو 2 سسٹرز..... ایک مجھ سے بڑی ہیں اور ایک چھوٹی ہے..... بڑی

بہن شادی کے بعد کیلی فورنیا امریکہ میں شفٹ ہو گئی تھیں..... ماشاء اللہ سے دو بیٹے ہیں ان

کے..... اور ابھی دو مہینے پہلے ہی میری چھوٹی بہن کی بھی شادی ہوئی ہے..... یہیں کراچی میں.....

میرے ماموں کے یہاں.....“

”مبارک ہو..... بائے دی وئے..... چھوٹی بہن کی پہلے شادی کیوں کر دی.....؟ اصولاً نمبر تو پہلے آپ کا بنتا تھا.....“

”ہاں..... پر مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے..... شادی میرے کیریئر کے بیچ رکاوٹ ہے..... ابھی فی الحال میرا شادی کا کوئی ارادہ نہیں..... وٹ اباؤٹ یو.....؟ اور آپ کی طرف کسی بہن کی شادی ہو چکی؟“

”نہیں ابھی نہیں..... انشاء اللہ اسی سال ایک بہن کی شادی ہونے والی ہے..... شی از گوئیگ ٹو CANADA آفٹر ہر لومیرج.....“ وہ اب کے نیم دراز ہوئے مجھ کو گفتگو تھی.....

”واؤ..... گریٹ..... اور آپ؟“

”مجھے ابھی بہت دیر ہے..... اپنی ہائیر سٹڈیز کیلئے لندن جانا ہے مجھے.....“

”ہوں..... سبھی بہنیں باہر بھاگنے کے چکروں میں ہیں.....“

”وہ اب کے شرارت پر آمادہ تھا..... آیت مسکرا دی.....“

”کہہ سکتے ہیں..... پاکستان میں کیا رکھا ہے.....“

”اوہوں..... اپنے ہی ملک کی انسٹ؟“

”نہیں..... ایک چوکی یہاں تعلیم یافتہ انسان دھکے ہی کھاتا رہتا ہے..... اور پھر مجھے جو بننا ہے..... اس کیلئے میرا باہر سے پڑھنا ضروری ہے..... نو ڈاؤٹ پاکستان میں بہت اچھی یونیورسٹیز ہیں..... پر جو بات باہر کی ڈگری میں ہے وہ لوکل ڈگری میں کہاں.....“

”کیا بننا چاہتی ہو؟“

”ڈرامہ ڈائریکٹر!“

”Cool چلو جب بن چکو تو مجھے یاد رکھنا..... تمہاری سفارش سے چھوٹا موٹا رول تو مل ہی جائیگا.....“

”یہ تو آپ کو دیکھنے کے بعد ہی پتا چلے گا.....“

”سوان ڈائریکٹری کہنا چاہ رہی ہو کہ تم مجھے دیکھنا چاہتی ہو؟“

”کہہ سکتے ہیں.....“

”وہ لب بھیج گئی.....“

”اوکے..... ابھی مجھے دوستوں کے ساتھ کہیں باہر جانا ہے..... میں آتے ہی تمہیں اپنی پکچر سینڈ کروں گا..... مگر ایک شرط پر..... تم بھی مجھے اپنی تصویر سینڈ کرو گی.....“

”شیور!“

”اوکے..... سہی یو..... رات میں بات کرتے ہیں.....“

”ٹیک کیئر.....“

”یو ٹو..... بائے.....“

”بائے.....“

”فون ڈسکلیٹ ہو گیا..... وہ لمبی سانس کھینچتی مسکرانے لگی تھی.....“

”آواز تو جادو بھری ہے..... دیکھتے ہیں..... دیکھنے میں کیسے ہیں جناب.....“

”وہ لب بھیجنے موبائل سکرین کی جانب دیکھنے لگی.....“

☆☆☆

رات ٹھیک گیارہ بجے زمرے کا نام آیت کے موبائل پر بلنک کرنے لگا تھا..... بالوں کو چٹیا میں قید کرتی آیت تقریباً دوڑتی ہوئی بیڈ پر رکھے موبائل تک پہنچی تھی..... سکرین کا دیدار کرتے ہی وہ زیر لب مسکراتی کال ریسیو کئے موبائل کان سے لگا بیٹھی.....

”ہیلو!“

”ہائی! کیسی ہو؟“

”فائن..... اور آپ؟“

”وہ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا بیٹھی.....“

”فٹ فٹ..... ڈسٹرب تو نہیں کیا میں نے؟“

”نہیں.....“

”ہوں..... کیا کر رہی تھیں؟“

”کچھ خاص نہیں..... ایسے ہی فارغ بیٹھی تھی.....“

”اچھا.....“

اور پھر وہ رات دیر تک فون پر اپنا تعارف کرواتے رہے..... ایک دوسرے کی لائکس، ڈسلاکس..... ہائیز..... فوچر پلاننگ کے بارے میں جانتے رہے..... باتیں کرتے کرتے وقت کا احساس تک نہ ہوا..... اور رات کے تین بج گئے..... بیچ میں کئی بار کال کٹ بھی جاتی تو وہ دوبارہ کال بیک کر دیتا..... چار گھنٹے بیت چکے تھے..... گھڑی پر نظر دوڑاتی وہ حیرانگی سے گویا ہوئی.....

”تین بج گئے..... اور پتا ہی نہیں چلا.....“

”ہوں.....“

”آپ کو صبح یونیورسٹی نہیں جانا؟“

”جانا ہے..... 9 بجے جاؤں گا، 12 بجے واپس آ جاؤں گا..... پھر 2 بجے جاب کا

ٹائم..... شام 6 بجے چھٹی.....“

”اوہ کافی ٹھن روٹین ہے..... آپ سو جائیے.....“

”نہیں اٹس اوکے..... ایک دو گھنٹے کافی ہیں میری نیند کیلئے.....“

وہ حیران ہوئی تھی.....

”بس.....؟ میں تو تقریباً 9 سے 10 گھنٹے نیند پوری نہ کروں تو سکون میسر نہیں ہوتا

مجھے.....“

”خوشگوار ہنس سنائی دی تھی.....“

”اچھا.....؟ میرے ساتھ ایسی کوئی پرابلم نہیں.....“

”اوکے..... اپنی تصویر کب سینڈ کرنے والے ہیں؟“

”اچھا کرتا ہوں..... تم بھی کرو.....“

”پہلے آپ.....“

”اوکے.....“

اگلے ہی لمحے اس کے ای میل ایڈریس پر زمرے کی تصویر آن وارد ہوئی..... تصویر دیکھتے ہی وہ پلکیں جھپکنا نہ بھول گئی..... کیا خوبصورت پرسنالٹی تھی اس کی..... گھنے سیاہ بال..... دودھیارنگت، مردانہ پتلی ناک، گلابی ہونٹ، گہری شارپ براؤن آنکھیں..... ہلکی بڑھی شیو..... ہائٹ 6 فٹ کی معلوم پڑ رہی تھی..... وہ مہبوت سی اس کی تصویر دیکھنے لگی.....

”یہ واقعی آپ کی تصویر ہے؟“

”ہاں..... کیوں؟“

”مجھے یقین نہیں آ رہا..... زیادہ ساری تصاویر بھیجیں تاکہ مجھے یقین ہو جائے کہ یہ واقعی

آپ ہیں.....“

”ارے بابا یہ واقعی میں ہی ہوں..... اچھا چلو سکا پ پر آ جاؤ..... براہ راست ایک

دوسرے کو دیکھ لیتے ہیں.....“

”اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا..... آیت نفی میں سر ہلا کر بولی۔

”نہیں سکا پ ابھی نہیں..... میرا حلیہ درست نہیں ہے..... پھر کبھی سہی..... آپ اپنی

مزید تصاویر بھیجیں.....“

”فائن.....“

وہ شرافت سے مان گیا..... تھوڑی ہی دیر میں تقریباً 10 سے 15 تصاویر آیت کے ای میل ایڈریس پر آن وارد ہوئیں..... ہر تصویر ایک سے بڑھ کر ایک تھی..... آواز تو اسے پہلے ہی متاثر کر چکی تھی..... مگر اب اس کی پرسنالٹی اسے مزید متاثر کئے دے رہی تھی۔

”اچھی پرسنالٹی ہے آپ کی.....“

”تھینکس..... آئی ایم ویٹینگ فور یور پکچر.....“

وہ دھیمے سے مسکرا دی.....

”بھیجتی ہوں.....“

”چار سے پانچ بیسٹ تصاویر سلیکٹ کرتی وہ سینڈ کے بٹن پر کلک کرتے ہی دوبارہ

بولی.....

”بھیج دی.....“

”دوسری جانب نائٹ ٹراؤزر اور نائٹ بلیک شرٹ میں ملبوس وہ بے حد خوبصورت پرسنالٹی کا مالک، بجھتے سیاہ اور سفید رنگ کے کمبینیشن والے کمرے میں خوبصورت جدید طرز کے بنے سیاہ بیڈ پر بیٹھا کلک کرتے ہی اپنے لیپ ٹاپ پر اس پری زاد کی تصاویر دیکھنے لگا تھا.....

بلیک ڈریس میں ملبوس، لمبے بالوں کو کھولے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی..... گوری دہکتی رنگت پر گہری سبز آنکھیں پہلی ہی نظر میں اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھیں..... پتلے پتلے نین نقش کی مالکہ وہ لڑکی ہائٹ میں 5 فٹ کی معلوم پڑ رہی تھی.....

وہ اپنی خوبصورت شارپ نگاہیں اس کی تصویر پر ٹکائے دلشین مسکراہٹ لبوں پر سجائے

اک سحر انگیز انداز میں بولا.....

”یہ واقعی تم ہو؟“

”نہیں..... میری کام والی ماسی ہے.....“

”وہ دھیمے سے مسکرا کر بولی..... زمرے بھی مسکرا دیا.....“

”ریٹلی؟ تمہاری کام والی ماسی تو بہت خوبصورت ہے.....“

”نظر لگانے کی ضرورت نہیں.....“

”ایک کام کرو..... مجھے اپنی ماسی کا فون نمبر دے دو۔“

”کیوں؟“

”بھئی اتنی خوبصورت ماسی کو چھوڑ کر میں تم سے بات کیوں کروں؟“

”ویری فنی!“

”وہ کھلکھلا کر ہتھ لگانے لگا.....“

”اچھا سکاٹپ پر آؤ ناں..... مجھے تمہیں براہ راست دیکھنا ہے۔“

”زمرے آئی کانٹ..... ابھی میرا حلیہ درست نہیں..... کل آؤں گی پراس.....“

”پکا؟“

”ہاں..... پکا پراس!“

”لو کے میں انتظار کروں گا.....“

اور پھر وہ مزید چار گھنٹے تک اک دو بجے کے بارے میں جاننے اور مذاق کرتے رہے..... گھڑی صبح کے سات بج رہی تھی..... دونوں طرف سے نیند سے بری حالت تھی..... زمرے نیم دراز ہوتے بوجھل آنکھیں وا کئے موبائل کان سے لگائے بول رہا تھا.....

”اچھا تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہو جاتے ہیں.....“

”کیوں!“

”مجھے تمہاری خاموشی سنی ہے.....“

”کیا؟“

”وہ ہنس دی.....“

”ہاں ناں..... تمہیں نہیں معلوم..... خاموشیاں بھی بولتی ہیں“

”وہ اب لب بھینچے لگی تھی.....“

”ہوں..... شاید.....“

”تو پھر تھوڑی دیر کیلئے خاموش رہو.....“

”او کے.....“

”وہ خاموش ہو رہی..... دونوں طرف گہری خاموشی سی چھا گئی..... سانسوں کی آواز بھی

سنائی نہیں دے رہی تھی..... وہ حیران ہوئی..... دل ہی دل میں ہمکلام ہوئی.....

”لگتا ہے..... سو گئے جناب.....“

گمروہ جاگ رہا تھا..... وہ واقعی اس کی خاموشی سن رہا تھا.....

پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد وہ ایک سحر انگیز انداز میں بولا.....

”جانتی ہو میں نے زندگی میں کبھی اپنے کسی بھی بیٹ فریڈ تک سے اتنی لمبی فون پر

بات نہیں کی..... اور نیکسٹ میسج کرتے ہی مجھ پر عجیب سی کوفت طاری ہو جاتی ہے..... پر نجانے

کیوں..... تمہیں میسج کرنا، تم سے پوری رات بات کرنا مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے.....“

”سیم، ہیر.....“

”ہوں..... تمہاری باتیں..... تمہاری عادتیں..... سیم ویسی ہیں..... جیسی میں اپنی ڈریم

گرل میں محسوس کرتا تھا.....“

آیت کی گوری رنگت میں گلابیاں چھانے لگی تھیں..... وہ لب بھینچنے لگی..... زمرے بول

رہا تھا..... نیند سے بوجھل آواز آیت کی سماعت سے مسلسل ٹکرائے چلی جا رہی تھی.....

”اور تمہاری خاموشی..... بہت کچھ کہتی ہے.....“

”اچھا..... کیا کہتی ہے؟“

”بس کہتی ہے کچھ..... بعد میں بتاؤں گا..... ابھی دو گھنٹے سو جاتا ہوں پھر یونیورسٹی کیلئے

بھی اٹھنا ہے.....“

”شیور.....“

”ٹیک کیئر.....“

”یوٹو..... اللہ حافظ.....“

”اللہ حافظ.....“

کال ڈسکریٹ ہو گئی..... وہ کروٹ بدلے پردے کی اوٹ سے جھانکتی صبح کی روشنی کو

دیکھنے لگی..... لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی..... وہ شخص اس کے دل کے نہال خانوں میں

روپوش ہو رہا تھا۔ اسے سوچتے سوچتے نجانے اس کی آنکھیں کب بند ہو گئیں..... اسے احساس تک

نہ ہوا.....

بیقرار ہیں بات کرنے کو.....

کہنے دو ان کو ذرا.....

خاموشیاں

تیری میری خاموشیاں.....

☆☆☆

اس دن یونیورسٹی سے واپس لوٹتے ہی اس نے سب سے پہلا کام اسے میسج کرنے کا کیا تھا..... ایک ہاتھ سٹیئرنگ پر رکھے وہ دوسرے ہاتھ میں موبائل تھا اسے میسج کر رہا تھا..... آیت کے کان کے پاس اس کا موبائل رکھا تھا..... ٹون بجی تو نیند سے بوجھل آنکھیں مسلتی وہ موبائل اٹھا کر میسج پڑھنے لگی.....

”اٹھ جائیے میڈم! صبح ہو چکی.....“

”لنشین مسکراہٹ لبوں پر پھیل گئی..... وہ کسمائی ہوئی اٹھ بیٹھی.....

اور پھر شام سات بجے تک میسجز کا سلسلہ چلتا رہا.....

زمرے آفس کی کرسی پر بیٹھا حیرانی سے اپنے موبائل میں سیو آیت کے میسجز کی جانب دیکھنے لگا تھا..... وہ دل ہی دل میں ہمکلام ہوا۔

”تعب ہے..... میں نے کبھی زندگی میں کسی کو بھی پانچ سے زیادہ میسجز نہیں کئے..... مگر یہ لڑکی..... میری توجہ کا مرکز کیوں بنی ہوئی ہے؟“

”سوچتے ہی سوچتے وہ موبائل ٹیبل پر رکھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا بیٹھا.....

”ایک ہی دن میں اس قدر میری ذات پر حاوی ہو گئی..... کچھ تو خاص بات ہے

اس میں.....“

وہ مسکرا دیا تھا..... اور پھر گھڑی پر نظر دوڑاتا وہ اٹھ کر آفس سے باہر نکل آیا..... رات

گیارہ بجے پھر سے فون پر بات کا سلسلہ شروع ہو گیا.....

”آج آفس میں زیادہ کام تھا..... اس لئے آٹھ بجے چھٹی ملی۔ بہت تھکاوٹ محسوس ہو

رہی ہے.....“

وہ تھکے تھکے انداز میں لان میں چہل قدمی کر رہا تھا.....

”اچھا..... پھر آپ آرام کریں..... صبح بھی لیٹ سوئے تھے..... تھکاوٹ تو ہوگی ہی.....“

وہ تفکرانہ انداز میں گویا ہوئی تھی..... زمرے مسکرا دیا.....

”نہیں..... اچھو کلی تم سے بات کر کے تھکاوٹ دور ہوتی محسوس ہو رہی ہے.....“

راکنگ چیئر پر بیٹھی آیت کے چہرے پر ایک بار پھر سے گلابیاں چھانے لگی تھیں..... وہ

جھینپ سی گئی.....

”ایسا کیوں؟“

”مجھے خود معلوم نہیں..... پر ایسا ہے.....“

وہ بات بدل گئی.....

”اچھا..... گھر والے کیسے ہیں؟“

”ہوں فائن..... اگلے ہفتے موم ڈیڈ کیل فورنیا جا رہے ہیں..... آپ سے ملنے.....“

”گریٹ..... آپ کیوں نہیں جا رہے؟“

”اس نے اشتیاق سے پوچھا.....

”بہت کام ہیں یہاں..... ایگزامز سر پر ہیں..... جاب بھی ہے۔ ایسے میں جانا

ممکن نہیں.....“

”تو پھر آپ گھر میں اکیلے رہیں گے؟“

”ہاں.....“

”اور کھانا پینا؟“

”وہ ہنس دیا.....

”اتنی فکر ہو رہی ہے تو تم آ جاؤ یہاں پر؟“

”ویری فنی.....“

”کیوں فنی کیا ہے!.....“

”اچھا بتائیں ناں..... کھانا پینا کیسے کریں گے؟“

”آتا ہے مجھے کھانا پکانا..... پہلے سے ہی سیکھ رکھا ہے.....

اچھو کلی..... MBA کرتے ہی قطر روانہ ہو جاؤں گا..... بہتر جاب اور بہتر

فیوچر کیلئے.....“

”ڈٹس گریٹ..... میں نے سنا ہے قطر کا ویزا اسپیشلی پاکستانیوں کو بہت مشکل سے

ملنے لگا ہے.....“

”لیس رائٹ..... مگر مجھے ایسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔“

اچھو کلی میری پیدائش اور میٹرک تک کا سفر قطر میں ہی گزرا ہے.....

2002ء میں ہم لوگ پاکستان کراچی میں شفٹ ہوئے تھے.....

ابھی تقریباً آدھی فیملی..... یعنی ماموں، چچا وغیرہ قطر میں ہی رہائش پذیر ہیں..... سو.....

آئی ہیونو پر اہلم.....“

وہ چلتے چلتے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا..... آیت سے بات کرتے کرتے دو گھنٹے گزر چکے تھے..... لیپ ٹاپ کھولے وہ ساتھ ساتھ کام کرنے میں بھی مصروف تھا..... ماماچانک دودھ کا گلاس لئے اس کے کمرے میں چلی آئی تھیں..... وہ ان کی اس اچانک غیر متوقع آمد پر گھبرا کر فون کمفرٹ میں گھسا کر گویا ہوا.....

”موم!“

”موم مسکرا رہی تھیں.....“

”اتنی رات گئے تک کام کرتے رہتے ہو..... اپنی صحت کا خیال رکھو.....“

دودھ کا گلاس تھامتا وہ جیسے سے مسکرا دیا.....

”موم! کام بھی تو ضروری ہے ناں.....“

”ہوں..... بس اپنا خیال رکھا کرو.....“

”آپ ہیں ناں..... میرا خیال رکھنے کیلئے.....“

موم نے مسکراتے ہی اس کی پیشانی پر بوسہ دے ڈالا..... وہ وہاں سے واپس جا چکی تھیں..... دودھ کا گلاس خالی کرتا وہ لب بھینچنے موبائل اٹھا کر پھر سے نمبر ڈائل کرنے لگا..... فون رسیو کرتے ہی وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی.....

”کیا ہوا تھا؟“

”موم آگئی تھیں.....“

وہ کھلکھلا کر مسکرا دی.....

”اچھا..... تو آپ موم کو بتانے سے ڈرتے ہیں کہ رات کے اس پہر ایک لڑکی سے فون پر بات کر رہے ہیں.....“

لیپ ٹاپ بند کرتا وہ تیوری چڑھائے بولا.....

”ارے نہیں..... موم کو پتا چل گیا ناں کہ میں کسی لڑکی سے بات کر رہا ہوں..... تو ہاتھ دھو کہ میرے پیچھے پڑ جائیں گی تمہاری تمام ڈیٹیل جاننے کو اور پھر میرے لئے تمہارا رشتہ مانگنے کو.....“

وہ جھینپ سی گئی..... زمرے بول رہا تھا.....

”آج کل ناں..... موم اور دونوں بہنیں ہاتھ دھو کر میری شادی کرنے پر تلی ہوئی ہیں یار

کتنی بار کہہ چکا ہوں انہیں کہ ابھی مجھے شادی نہیں کرنی..... کم از کم 2014ء تک تو نہیں.....“

”ہوں؟“

”میرے لئے میرا کیریئر بہت اہم ہے آیت..... میں کچھ بنا چاہتا ہوں..... ایک ایسی شخصیت کہ فیوچر میں لوگ میرے قصے لوگوں کو سنائیں..... میری کامیابی سے انسپائر ہوں.....“

وہ ایک دم اداس سی ہو گئی.....

”ہوں.....“

اگلے دن زمرے کے کتنے میسجز آئے تھے مگر وہ ہر دس میسجز کے بعد ایک چھوٹا سا (ہوں) (ہاں) یا ok کا ریتھائے کر دیتی..... زمرے نے اس کا بدلا رویہ کافی گہرائی سے محسوس کیا تھا..... وہ شاید اس سے پیار کرنے لگی تھی..... بگلی ناسمجھ تھی..... نہیں جانتی تھی کہ مرد ذات کتنی سفاک ہوتی ہے مرد کا دل سرائے کے سوا کچھ بھی نہیں..... وہ نہیں جانتی تھی کہ خوبصورت الفاظ کا تاج محل خواہ کتنا ہی حسین ہو، حقائق کا طوفان اس کو اس طرح بہالے جاتا ہے جس طرح کوئی آندھی تنکوں کے ڈھیر کو..... وہ خود کو اپنے دل کو یہیں پر روک لینا چاہتی تھی..... وہ آگے بڑھنے سے ڈرنے لگی تھی.....

”مرد اور عورت صرف ایک دوست کی صورت میں آگے نہیں بڑھ سکتے..... یہ دوستی کبھی نہ کبھی آگے جاتے ہی محبت کی صورت اختیار کر ہی لیا کرتی ہے.....“

بہنوں کے درمیاں بیٹھی وہ ٹی وی پر لگے کوئنگ شو دیکھنے میں گم تھی..... بظاہر وہ ٹی وی پر نظریں جمائے بیٹھی تھی مگر اس کا ذہن اور دل تو کہیں اور ہی اٹکا تھا..... وہ من ہی من میں خود سے الجھنے لگی تھی.....

”نہیں..... میں اب زمرے سے بات ہرگز نہیں کروں گی..... میں اس سے محبت نہیں کرنا چاہتی..... اور نہ ہی میں اس سے کوئی بھی توقع رکھنا چاہتی ہوں..... توقعات ٹوٹ جائیں تو انسان بھی ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔“

موبائل اس کے کمرے کی ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا بلنک کر رہا تھا..... گھڑی رات کا ایک بج رہی تھی..... بہنوں سے گپیں ہانکنے اور ٹی وی دیکھنے کے بعد وہ رات 2 بجے اپنے کمرے میں داخل ہوئی..... موبائل پر مسڈ کالز اور ڈھیر سارے میسجز دیکھتے ہی وہ لب بھینچنے لگی..... اسی پل زمرے کا نام ایک بار پھر سے موبائل سکرین پر بلنک ہونے لگا..... وہ چونکتے ہی دو قدم پیچھے جا کھڑی ہوئی..... وہ مسلسل کال کر رہا تھا..... آنکھیں میچ کھڑی آیت لمبی

”آیت! کسی کو ستانا بہت بڑا جرم ہے..... اور اس سے بھی زیادہ بڑا جرم یہ ہے کہ کسی کو ناحق ستایا جائے.....“

وہ بیڈ پر جا بیٹھی.....

”میں آپ کو ستا نہیں رہی.....“

”تو اور کیا کر رہی ہو صبح سے.....؟“

وہ خاموش ہو رہی..... پھر بولی.....

”میرے علاوہ اور کتنی فرینڈز ہیں آپ کی؟“

”کوئی بھی نہیں..... یونیورسٹی فیلوز ہیں..... مگر میں زیادہ کسی سے بات نہیں کرتا.....“

”پھر مجھ سے بات کیوں کرتے ہیں؟“

وہ چند ثانیے خاموش رہا..... پھر بولا.....

”کیونکہ تم میری بہترین دوست ہو..... اس لئے.....“

”اچھا..... مجھے صبح جلدی اٹھنا ہے..... اور ابھی نیند بھی بہت آ رہی ہے..... بعد میں

بات کرتے ہیں..... بائے.....“

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بھی کہتا..... آیت نے کال کاٹ دی..... زمرے حیرانگی سے

موبائل سکرین کی جانب ہنسنے لگا.....

”کیا ہو گیا ہے اے.....“

وہ اپنا سر تھامے بیٹھی تھی.....

”اگر زمرے کو مجھ سے محبت ہے..... تو وہ خود اظہار کریں گے..... میں لڑکی ہوں.....

کیسے اظہار کر دوں..... اور ویسے بھی اگر عورت اپنی محبت کا اظہار پہلے کر لے تو مرد کی نظر میں

عورت کی اہمیت اور دلکشی پہلے کی بہ نسبت قدرے کم ہو جاتی ہے.....“

وہ اب بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا بیٹھی تھی..... زمرے کا میج کیا تھا..... اس نے لپک کر

فون اٹھایا اور میج پر اپنی نظریں گاڑ دیں.....

”ٹھیک ہے..... میں آئندہ تمہیں کال نہیں کروں گا..... جیسی تمہاری مرضی.....“

ایک دم چھناکے سے کچھ ٹوٹا تھا..... وہ اداس ہو بیٹھی..... لمبی سانس کھینچتی وہ من ہی من

میں بولی.....

”دیکھا..... زمرے میرے ساتھ صرف وقت گزاری کر رہے تھے..... اگر انہیں مجھ سے

سانس کھینچتی کال رسیو کرنے لگی.....

کال رسیو کرتے کرتے وہ پھر سے رکی..... من ہی من میں الجھنے لگی.....

”آج میں کہہ دوں گی کہ ہم آئندہ بات نہیں کریں گے.....“

اگلے پل اس نے کال رسیو کر لی..... وہ جھٹ سے بولا..... کتنی بے چینی تھی اس کی

خوبصورت بھاری آواز میں.....

”آیت! کب سے کال کر رہا ہوں تمہیں..... 2 بج چکے ہیں..... نہ کال رسیو کی نہ ہی

کسی میج کا ریپلائے کیا..... تم ٹھیک تو ہو؟“

”وہ چند ثانیے خاموش رہی..... پھر دھیمے سے بولی.....

”ٹھیک ہوں.....“

”کیا ہوا.....؟ تمہارا رویہ کچھ کھنچا کھنچا سا ہے..... میں صبح سے محسوس کر رہا ہوں.....“

وہ گہری سنجیدگی سے گویا ہوا تھا..... آیت برجستہ بولی.....

”زمرے آپ بہت اچھے انسان ہیں..... مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے..... میں

بس..... آپ آپ سے بات نہیں کر سکتی..... آئی ایم ریلی سوری.....“

”واٹ؟“

وہ پیشانی پر شکنیں ڈالے حیرانی سے گویا ہوا تھا.....

”یہ اچانک ہو کیا گیا ہے تمہیں.....؟ کل تک تو تم بالکل ٹھیک تھیں..... کیا بات

ہے..... مجھے بتاؤ.....“

”کوئی بات نہیں ہے..... ہم دونوں کیلئے یہی بہتر ہے کہ ہم مزید بات نہیں کریں.....“

”آخر مسئلہ کیا ہے؟“

”کوئی مسئلہ نہیں زمرے..... بس آپ آئندہ مجھے کال مت کرنا.....“

”اللہ حافظ.....“

”سنو!“

”وہ فوراً بولا..... آیت آنکھیں میچ کر رہ گئی..... وہ بول رہا تھا.....

”مجھے تمہاری عادت سی ہو گئی ہے..... تم ایسے مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی.....“

”زمرے!.....“

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر وہ اس کی بات کاٹ کر بولا.....

محبت ہوتی تو مجھے مناتے..... اپنی محبت کا اظہار کرتے..... مگر.....؟
وہ شدت درد کے عالم میں آنکھیں میچ کر رہ گئی.....

☆☆☆

بادلوں کی گھن گرج آج بھی عروج پر تھی..... موسم تو روز ہی ایسا رہا کرتا..... وہ اس موسم کی پرواہ کئے بغیر اپنی تمام ٹیم سمیت لندن کے ایک فائیو سٹار ہوٹل (The Connaught) میں یونیورسٹی میں دیئے گئے ایک پروجیکٹ پر شارٹ فلم کا سین عکس بند کرنے کیلئے موجود تھی..... سین عکس بند کیا جا چکا تھا..... پیک اپ کا اشارہ کرتی وہ واش روم والی سائڈ پر چلی آئی..... کس قدر خوبصورت ہوٹل تھا..... وہ مبہوت سی ہوٹل کی چاروں جانب دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی..... واش روم سے نکلتے ہی وہ اپنے بلیک ویلوٹ کوٹ کے گولڈن خوبصورت بٹن بند کرتی ہوٹل کے مین گیٹ کی جانب چلتی چلی آئی..... تمام ٹیم اپنے اپنے گھروں کے راستے پر چل نکلی تھی..... ٹیم میں شامل ایک برٹش لڑکی اسے اپنی کار کی آفر کرتے ہوئے بولی.....

“Hay ayat! come..... I will Drop you”

وہ اس کی آفر پر مسکرا دی.....

“No thanks bella! I m ok Actually I need to go for some Grocery!”

“Ok, see you tomorrow”

وہ مسکراتی ہوئی اپنی کار میں سوار ہو گئی..... تمام ٹیم جا چکی تھی..... آیت اب پارکنگ ایریا میں اکیلی کھڑی گرجتے بادلوں کی جانب دیکھنے لگی تھی..... سردی اس قدر تھی کہ وہ ایک جھری سی لیکر رہ گئی..... دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتی وہ پیدل چلتی نزدیک واقع FLEA MARKET میں جا گھسی..... اسے وہاں سے خریدنا کچھ بھی نہ تھا..... بس ایسے ہی پیدل چلتی وہ اس خوبصورت مارکیٹ کا نظارہ کرتی رہی.....

“زمرے شادی کے بعد ہر ویک اینڈ آپ مجھے دوسوٹ لیکر دیں گے.....”

اس کی اپنی ہی کھکتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی اور پھر اس بے مروت کی

آواز.....

“کیوں بھی؟”

“بس..... میری مرضی.....”

“لاٹری نہیں لگی میری جو ہر ہفتے دوسوٹ خرید کر دوں گا..... البتہ سال میں دوسوٹ خرید سکتی ہو.....”

“زمرے..... کتنے کنجوس ہیں آپ.....”

“ہا ہا ہا.....”

اس کی دلشیں ہنسی کے ساتھ ہی وہ چلتے چلتے ایک جھٹکے سے رکی پونی ٹیل میں قید بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتی وہ آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے کی طرف دھکیلنے لگی..... لب بھینپتے ہی وہ ایک بار پھر سے مارکیٹ کا نظارہ کرتی آگے کی جانب بڑھنے لگی..... وہ کافی دیر ایسے ہی چلتی رہی..... پھر زمرے کے خیالوں میں گم وہ ٹیوب کی جانب جاتے راستے پر پاؤں دھرنے لگی..... بادل ایک دم زور سے گر جا تھا..... بادل کی گرج اسے بری طرح سے چونکا گئی..... وہ اتنی بری طرح سے لڑکھرائی کہ سڑک پر گزرتی ایک BMW سے بری طرح ٹکراتے ٹکراتے بچی..... ایک ہی پل میں اس کا گلا خشک ہو چکا تھا..... حواسوں میں واپس آتے ہی وہ تیز تیز سانس لیتی خشک لبوں کو تر کرنے لگی..... BMW رسورس گیر پر چلتی ایک بار پھر سے اس کے سامنے آکھڑی ہوئی.....

ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا ہی تھا کہ وہ خوفزدہ نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑی اس لکڑی کار کی جانب دیکھنے لگی..... بلیک بڑا انڈیوٹ میں قید ایک پاؤں گاڑی سے باہر نکل کر زمین پر ٹکا تھا اور پھر دوسرا پیر باہر نکلتے ہی وہ لمبا چوڑا، سارٹ، ہینڈسم پرسنائی کا مالک سوئٹڈ ہوٹل، چہرے پر غصہ سجائے اس کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

“سوسائیزڈ کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اور بہت سے طریقے ہیں۔ اس طرح خواہ مخواہ کسی کے ذمہ لگنا ضروری نہیں.....”

“وہ خاصا بھنا ہوا تھا..... آیت شرمندگی سے گویا ہوئی.....

”آئی ایم ریٹلی سوری..... مجھے بالکل پتا نہیں چلا..... اور میں کوئی سوسائیزڈ نہیں

کر رہی.....”

آیت کے حلیے سے اور شکل سے کوئی بآسانی بتا سکتا تھا کہ وہ ایک پاکستانی لڑکی ہے..... مگر سامنے کھڑی وہ ہینڈسم پرسنائی شکل و صورت اور اپنے لباس سے بالکل پہچان میں نہ آ رہی تھا کہ وہ پاکستانی ہے یا انڈین یا پھر کوئی برٹش..... ہاں..... وہ اردو بول رہا تھا یعنی یا تو وہ پاکستانی تھا یا پھر کوئی انڈین..... آیت شرمندگی کے باعث نظریں جھکا گئی..... وہ ایک بار پھر سے پھنکارا.....

“What ever! سڑک پر آنکھیں کھول کر چلا جاتا ہے.....”

غصے میں سر جھٹکتا وہ واپس اپنی کار میں بیٹھا اور زنائے سے گاڑی اڑا لے گیا..... آیت نے سکون کی لمبی سانس لی اور پھر احتیاط سے چلتی ٹیوب والے راستے کی جانب بڑھنے لگی.....

☆☆☆

وہ جسکو شوق تھا مجھکو گنوا کے جھینے کا

سنا ہے اب وہ بڑی الجھنوں میں رہتا ہے

ایک ہفتہ بیت چکا تھا مگر زمرے نے اپنے دعوے کے مطابق اسے کوئی کال یا کوئی میج تک نہ کیا تھا..... وہ روز اس کے میج اور کال کا انتظار کرتی..... ہر پل، ہر لمحہ اسے یاد کرتی..... دوسری جانب زمرے کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا..... وہ بھی اس کی محبت میں گرفتار ہو چکا تھا..... وہ خود حیران تھا.....

”دو دن میں کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا.....“

اگلے ہی پل اس نے خود کو سرزش کی.....

”نہیں..... پیار تو پہلی نظر میں بھی ہو جاتا ہے.....“

وہ گاڑی ڈرائیو کرتا مسلسل آیت کے بارے میں سوچ رہا تھا.....

آیت بھی کمرے میں چہل قدمی کرتی خود سے ہمکلام تھی.....

”کہیں ایسا ہوتا ہے کہ صدیاں بیت جاتی ہیں..... اور محبت نہیں ہوتی..... اور کہیں ایسا

ہوتا ہے کہ ایک ہی پل میں ایک انسان آپ کی سانسوں پر قبضہ کر لیتا ہے..... پورے حق سے.....

ایسا کیوں ہوتا ہے؟“

وہ لب بھینچے کھلے بالوں کو انگلیوں میں پھنسائے پریشانی کے عالم میں راکنگ

چیئر پر جا بیٹھی.....

ایسا ہی ہوتا ہے..... محبت جھٹ سے حملہ آور ہو کر اپنے شکاری کو جکڑ لیا کرتی ہے.....

انسان کو سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیتی.....

محبت اگر سوچ سمجھ کر کی جاتی تو آج دنیا میں سبھی خوشحال دیکھائی دیتے..... کوئی بھی اپنی

بے لوث محبت کسی بے مروت پر ہرگز نچھانہ کرتا.....

مگر یہ جو محبت ہے ناں..... یہ خود بڑی بے مروت ہے..... ظالم، سفاک اور بے درد

محبت..... کچل کر رکھ دیتی ہے انسان کے دل کو..... ایک ہفتہ مزید گزر گیا..... زمرے کی حالت

بری ہو چکی تھی۔ اب مزید اس سے رہا نہ گیا..... اس نے فون اٹھایا اور نمبر ڈائل کر دیا..... وہ اس

وقت لان میں واک کر رہی تھی..... موبائل پر زمرے کا نمبر دیکھتے ہی اس کی سانسوں میں ہلچل سی مچ گئی.....

وہ اپنی بے ہنگم سانسوں پر قابو پاتی جلدی سے کال ریسیو کرتے ہی موبائل کان سے لگا کھڑی ہوئی..... دوسری طرف گہری خاموشی تھی..... غالباً وہ اس کی آواز سننے کا انتظار کر رہا تھا..... اس طرف وہ بھی خاموش تھی..... دونوں طرف اک دوجے کے بولنے کا انتظار تھا۔ مگر ہمیشہ کی طرح زمرے کو ہتھیار گرانے پڑے..... وہ دھیمے سے بولا.....

”کیسی ہو؟“

چند ثانیے کی خاموشی کے بعد وہ بھی دھیمے سے بولی.....

”آپ سے میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے کال نہیں کریں گے.....“

الفاظ اس کے دل کا ساتھ نہ دے رہے تھے..... وہ استہزائیہ انداز میں مسکرا کر بولا.....

”تو تم نے کال ریسیو کیوں کی پھر؟“

وہ لا جواب ہو گئی..... لب دانٹوں تلے بھینچتی وہ لمبی سانس کھینچ کر بولی.....

”میری مرضی.....“

”ہر بار تمہاری مرضی نہیں چل سکتی.....“

”کیا مطلب؟“

”کیوں دور بھاگ رہی تھیں مجھ سے؟“

وہ سحر انگیز انداز میں بولا تھا..... آیت خاموش رہی..... وہ ایک بار پھر سے بولا.....

”یار ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا کہ میں کبھی کسی کے پیچھے بھاگا ہوں یا پھر کوئی اس طرح سے

میرے حواسوں پر حاوی ہوا ہو..... تم ایسا کیوں کر رہی ہو؟“

اس کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے تھے..... چہرے پر گلابیاں چھانے لگی..... لب بھینچتی وہ

زیر لب مسکرا کر بولی.....

”میں نے کب کہا کہ میرے پیچھے ایسے خوار ہوں..... میں نے تو کچھ نہیں کیا..... بس

آپ کا واہمہ ہے.....“

”تم لڑکیاں ناں..... جان بوجھ کر ڈرامے بازیاں کرتی ہو.....“

پہلے اپنی چکنی چڑی باتوں سے لڑکوں کو شیشے میں اتارتی ہو اور پھر لات مار دیتی ہو.....“

وہ کھلکھلا کر مسکرا دی..... زمرے کس قدر سنجیدہ تھا..... مگر وہ اسے تنگ کر کے

مزرے لے رہی تھی.....

”میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اوکے.....“

”ایسا ہی کیا ہے تم نے..... کیوں دو دن چوبیس گھنٹے بات کرنے کے بعد ایک دم سے غائب ہو گئیں..... آخر کیا وجہ تھی.....؟“

یہی تو وجہ تھی..... یہی تڑپ..... یہی محبت کا اظہار جو وہ اس کے منہ سے سننا چاہتی تھی.....

”پتہ نہیں.....“

وہ منہ بسور کر بولی..... مزرے بھنا اٹھا.....

”پتہ نہیں.....؟ ادھر میرا سکون برباد کر کے تم کہتی ہو کہ پتا نہیں؟“

وہ پھر سے مسکرا دی.....

”آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ میں بھلا آپ کا سکون کیوں برباد کرنے لگی؟“

”مزرے نے تو پہلے دن سے کہہ دیا تھا کہ وہ کسی بندھن میں بندھنے کو تیار نہیں۔ آیت وہ بھی کہاں محبت کے بندھن میں بندھنے کیلئے مزرے سے بات کرنے لگی تھی.....؟ وہ تو بس ایک رینڈم چیٹ تھی..... اور پھر ایک اچھی دوستی کی شروعات..... مگر وہی دن میں دونوں کی خاموشیاں چیخ چیخ کر اپنی اپنی محبت کا اظہار کرنے لگی تھیں..... وہ دونوں ہی اپنی اپنی محبت سے ڈرنے لگے تھے..... محبت کا اظہار کرنے سے ڈرنے لگے تھے.....

پھر یوں ہوا کہ ہم دونوں بات کرنے سے ڈرنے لگے

مجھے محبت ہو گئی تھی اس لئے اور اسے ہونہ جائے اس لئے

مزرے نے گہری سانس لی اور پھر دھیمے لہجے میں گویا ہوا.....

”آیت! خوشبو کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ اپنی موجودگی کا اعلان کر کے

ثابت کرے.....“

وہ خاموش رہی..... مگر دل ہچکولے کھاتا چلا جا رہا تھا.....

”میں.....“

”وہ کچھ کہتے کہتے رکا..... آیت سانس روکے کھڑی تھی..... چند ثانیے کی خاموشی کے

بعد وہ پھر سے بولا.....

”یہ بات تو طے ہے کہ میں ابھی کسی بندھن میں بندھنا نہیں چاہتا.....

مگر تم مجھے اچھی لگتی ہو..... کیا تم..... میرا انتظار کر سکتی ہو؟“

وہ پوچھ رہا تھا..... آیت کو اپنی دھڑکنیں رکتی محسوس ہوئیں.....

”انتظار؟“

وہ دبی دبی آواز میں بولی تھی.....

”ہاں..... پہلی ہی نظر میں تم نے میرے دل کو چھوا ہے..... تمہاری باتیں عادتیں یہ

سب مجھے پیاری لگتی ہیں..... تمہارا بات بات پر روٹھ جانا بھی مجھے عزیز ہے..... میں..... تمہیں کھونا

نہیں چاہتا.....“

”یہی وجہ ہے مزرے! کہ میں آپ سے اب دور رہنا چاہتی ہوں۔ جب آپ کو کسی

بندھن میں بندھنا ہی نہیں..... تو میں خواہ مخواہ آپ کا انتظار کیوں کروں.....؟ آئی ایم سوری ٹو سے

پر میں کسی کا ٹائم پاس ہرگز نہیں بننا چاہتی.....“

وہ بھجے دل سے بولی تھی.....

”نہیں آیت! میں تمہیں ٹائم پاس بننے کو نہیں کہہ رہا..... بس تھوڑا ٹائم درکار

ہے مجھے.....“

وہ برجستہ بولا..... آیت ٹھنڈی سانس کھینچتی آسمان سے جھانکتے پورے چاند کی جانب

دیکھتے ہی بولی.....

”ٹھیک ہے..... آپ لیں اپنا ٹائم..... جتنا بھی ٹائم آپ کو درکار ہے..... مگر..... تب

تک ہم بات نہیں کریں گے.....“

”ایسا مت کہو.....“

”ایم سوری مزرے..... میں اس میں آپ کی کوئی ہیلپ نہیں کر سکتی..... کل کلاں کو اگر

آپ اپنا ٹائم پاس کر کے چلتے بنے تو جینا میرے لئے مشکل ہوگا..... آپ کا کچھ نہیں جانیگا.....“

”تم میرا ٹائم پاس نہیں ہو آیت..... ٹرائے ٹو انڈر شینڈی پلیز۔“

وہ التجا کرنے لگا..... آیت خاموش رہی..... وہ پھر سے بولا.....

”میں جانتا ہوں..... تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے..... میں تمہاری خاموشی محسوس کر سکتا

ہوں..... سن سکتا ہوں..... پر تم خود سے کچھ کہنا نہیں چاہتیں..... اور یہ بھی جانتا ہوں کہ محبت اکثر

اچھے انسانوں کو ہی ہوتی ہے..... اور اچھے انسان خاموش ہی اچھے لگتے ہیں.....“

وہ بدستور خاموش کھڑی اس کی باتیں سنتی رہی..... وہ جان چکا تھا کہ آیت اس کی محبت

میں گرفتار ہے..... مگر..... وہ اپنی محبت کا اظہار کیوں نہ کر رہا تھا..... یہی بات آیت کو اندر ہی اندر گھائل کئے چلی جا رہی تھی.....

”سنو! میں تمہارے ساتھ ٹائم پاس نہیں کر رہا..... نہ کرنا چاہتا ہوں..... سچ تو یہ ہے کہ.....“

وہ تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہوا..... آیت لب بھینچے اداس کھڑی تھی۔ چند ثانیے کی خاموشی کے بعد وہ پھر سے بولا.....

“I'm falling In love with you too”

اس نے کہہ دیا تھا..... آیت ایک لمحے کیلئے چونکی..... اسے اپنی سماعت پر اعتبار نہ آیا.....

“What?”

وہ سرگوشی میں بولی..... خوشی ایک دم اس کے اداس چہرے پر پھوٹی دیکھائی دی..... اسے ابھی بھی اپنی سماعت پر یقین نہ تھا.....

“I mean really?”

”لیکن..... آپ تو ابھی کسی بندھن میں بندھنے کو تیار ہی نہ تھے؟“

وہ پوچھنے لگی.....

”پر تم نے سب کچھ چوٹ کر ڈالا..... مجھے کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑا.....“

”وہ کھلکھلا کر مسکرا دی.....“

”اب آپ سارا الزام مجھے نہیں دے سکتے..... سوچنے سمجھنے کی صلاحیت تو آپ نے بھی مجھ سے چھین لی تھی.....“

”اچھا.....؟ پھر تم نے کچھ کہا کیوں نہیں؟“

”لڑکیاں پہلے اظہار نہیں کرتیں..... یہ حق صرف لڑکوں کو حاصل ہے.....“

”کرتی ہیں..... میں نے بہت سی لڑکیاں دیکھی ہیں جو خود اظہار کرتی ہیں.....“

”ہاں..... کرتی ہیں..... بہت سی لڑکیاں خود سے اظہار ضرور کرتی ہیں..... مگر پھر ان کی قدرواہمیت قدرے کم بھی ہو جایا کرتی ہے..... لڑکے اقرار سن کر سر پر چڑھ جاتے ہیں.....“

”تو کیا..... لڑکوں کے پہلے اظہار پر لڑکیاں سر پر نہیں چڑھتی؟“

وہ دلچسپی سے پوچھنے لگا..... آیت دھیمے سے مسکرا دی.....

”شاید..... مگر میں ان لڑکیوں میں سے نہیں..... آپ کو اس بات کا احساس جلدی ہو جائیگا.....“

”ہوں..... جانتا ہوں.....“

اور پھر وہ دونوں پھر سے ایک ہو گئے..... مگر اس بار ان دونوں کے بیچ صرف دوستی نہیں بلکہ محبت بھی شامل تھی..... اگلے ایک مہینے تک وہ دونوں رات گیارہ سے صبح سات بجے تک فون پر بات کرتے۔ پھر دوپہر 12 سے رات گیارہ بجے تک SMS کا سلسلہ چلتا رہتا۔ دن گزرتے گئے..... سب کچھ بہت اچھا چل رہا تھا..... وہ دونوں بہت خوش تھے..... پھر ایک دن آیت نے اس سے وہ سوال کیا جس سے وہ اپنی فیملی کے پوچھنے پر بھی اکتا جایا کرتا.....

”زمرے؟“

”ہوں؟“

وہ اس وقت لیپ ٹاپ پر اپنے کسی آفس کے کام میں مصروف تھا۔ ساتھ ساتھ موبائل ہینڈز فری بھی کان سے لگائے آیت سے بات کر رہا تھا.....

”آپ رشتے کیلئے اپنے گھر والوں کو کب بھیجیں گے؟“

اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا..... وہ بدستور مصروف انداز میں بولا۔

”ابھی میری ڈگری کمپلیٹ ہونے دو..... پھر اس بارے میں بات کریں گے.....“

”لیکن زمرے..... اپنے گھر والوں سے میرے بارے میں بات تو کر لیں۔“

”ہاں تاکہ وہ لوگ ہاتھ دھو کہ میرے پیچھے پڑ جائیں میری شادی کروانے کیلئے.....“

”آپ ان سے کہہ دیں کہ ابھی ہمیں شادی نہیں کرنی..... بس منگنی ہو جائے..... پھر آپ قطر جا کر اپنی جاب کرنا اور میں لندن جا کر اپنی پڑھائی مکمل کروں گی..... اور پھر 2014ء میں ہم دونوں شادی کر لیں گے.....“

اس نے بخوشی اپنا پلان بتایا.....

”یار! سب کچھ ہو جائے گا..... صحیح وقت آنے دو پہلے.....“

”اور کب آئے گا یہ صحیح وقت.....؟“

”تم دعا کرو.....“

”دعا تو روز کرتی ہوں.....“

اور پھر زمرے نے ٹاپک بدل دیا..... اگلے ہفتے زمرے کے فائل ایگزامز تھے.....

آیت نے اسے ڈسٹرب نہ کیا..... دن میں میٹرز پر بات ہو جاتی..... مگر فون کال کا سلسلہ تھوڑے دنوں کیلئے منقطع ہو کر رہ گیا..... جب ایگزامز ہو چکے تو اس کی پارٹ ٹائم جاب فل ٹائم جاب میں تبدیل ہو گئی..... اب وہ دونوں پوری پوری رات فون پر بات نہ کرتے..... بلکہ رات میں بمشکل ایک گھنٹہ بات ہو پاتی..... آیت آئے دن اس سے وہی سوال پوچھتی..... اور وہ ہر بار ٹال جاتا..... آیت اس کے ٹال دیئے جانے سے تنگ آ چکی تھی اسی لئے اس روز وہ خاصی برہم دیکھائی دے رہی تھی.....

”زرے آپ ہر بار مجھے ٹال دیتے ہیں..... آپ کی ڈگری بھی مکمل ہو چکی ہے..... گھر والوں سے بات کب کریں گے؟“

وہ اس کے روز پوچھے جانے والے سوال سے اکتا چکا تھا..... تبھی لمبی سانس کھینچتا خود پر کنٹرول کرتے ہوئے بولا.....

”تمہیں اتنی جلدی کس بات کی ہے؟“

”آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ڈگری مکمل ہوتے ہی گھر والوں سے ہمارے رشتے کے بارے میں بات کریں گے.....“

”تم کیا چاہتی ہو کہ میں ابھی سے بندھن میں بندھ کے اپنے کیریئر کو لات مار دوں.....؟ تم سے تھوڑا انتظار نہیں ہوتا؟“

”ہرگز نہیں..... آپ نے وعدہ کیا تھا..... اب نبھائیں اسے..... میں نے اسی شرط پر آپ سے دوبارہ بات شروع کی تھی کہ آپ جلد ہی اپنے گھر والوں کو بھیجیں گے..... مگر تین مہینے بیت گئے..... ابھی تک آپ کی طرف سے کوئی رد عمل ظاہر نہیں ہوا..... اور آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں مزید انتظار کروں؟“

وہ آنکھیں میچ کر رہ گیا.....

”آیت! تمہیں کس چیز کا خوف ہے.....؟ میں تمہارا ہوں، تمہارا ہی رہوں گا..... ٹرسٹ می..... دیکھو..... تمہیں بھی تو ابھی لندن جا کر اپنی پڑھائی مکمل کرنی ہے..... مجھے بھی قطر جا کر اچھی جاب کرنی ہے..... ہمارے بہترین فیوچر کیلئے..... اس سب میں تمہارا ہی فائدہ ہے..... کیا تمہیں فخر نہیں ہوگا جب لوگ تمہارے شوہر کو ملک کا بیسٹ اور کامیاب ترین بزنس ٹائیکون کہہ کر پکاریں گے..... کیا تم میرا یہ خواب پورا کرنے میں میری تھوڑی مدد نہیں کرنا چاہتی؟“

وہ اسے اموشلی بلیک میل کرنے لگا تھا..... وہ ہمیشہ ایسی ہی باتیں کر کے اسے مزید کچھ

بھی کہنے سے باز رکھتا..... اور پھر ان کی اسی روز روز نوک جھونک میں ایک مہینہ اور گزر گیا۔ وہ پھر سے اپنی بات پر بضد تھی.....

”میں یہ نہیں کہہ رہی کہ ابھی مجھ سے شادی کر لیں..... مگر اگر آپ واقعی مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں تو اپنے گھر والوں کو میرے بارے میں بتائیں..... پھر چاہے آپ جتنے سال مرضی انتظار کا بولیں۔ میں چپ چاپ انتظار کر لوں گی زمرے آئی پر اس!“

”یاد تم نہیں جانتیں میرے گھر والوں کو..... وہ ابھی میرے سر پر سوار ہو جائیں گے کہ جلدی شادی کرو..... تم سمجھتی کیوں نہیں آیت؟“

”میں کچھ نہیں جانتی..... بس بہت ہوا..... آج یا تو آپ اپنے گھر والوں سے ہماری بات کریں گے..... یا پھر مجھے ہمیشہ کیلئے الوداع کہیں گے.....“

وہ دو ٹوک انداز میں بولی..... زمرے تیوری چڑھائے بولا.....

”آیت!“

”بس میں نے کہہ دیا..... میں مزید آپ کے ہاتھوں بے وقوف ہرگز نہیں بننا چاہتی..... آج آپ کو فائنل فیصلہ لینا ہوگا زمرے.....“

”میں تمہیں بے وقوف بنا رہا ہوں؟ کیا کہنا چاہتی ہو تم؟“

”آپ ٹائم پاس کر رہے ہیں میرے ساتھ..... بس.....“

”میں ٹائم پاس نہیں کر رہا آیت.....“

”نہیں کر رہے تو جا کر بتائیں اپنی فیملی کو کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں..... فیوچر میں مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں.....“

”تم پاگل ہو گئی ہو.....“

اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی.....

”اگر مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں تو آج آپ کو ایسا کرنا ہوگا..... ورنہ میں یہی سمجھوں گی کہ آپ نے میرے ساتھ ٹائم پاس کیا..... بس..... کوئی محبت و حبت نہیں آپ کو مجھ سے.....“

وہ آنکھیں میچ کر رہ گیا.....

”ایسا کرو..... ابھی تم سو جاؤ..... ہم صبح بات کریں گے.....“

”نہیں زمرے مجھے آپ کا فیصلہ سننا ہے.....“

”آیت! سو جاؤ شاباش! میں پہلے ہی ڈسٹرب ہوں..... اور پریشان نہیں کرو پلیز.....“

ٹیک کیٹر مائے لو..... سوٹ ڈرمیز۔“

اور پھر اس نے کال کاٹ دی..... آیت نم نگاہوں سے اپنے موبائل کی جانب دیکھنے لگی..... اس رات اس نے کتنی کالز کی تھیں زمرے کو..... مگر اس نے ایک کال بھی رسبو نہ کی..... اگلے دن یہ بہانہ بنا ڈالا کہ وہ موبائل سائلٹ کئے سو رہا تھا۔ آیت نے پھر فیصلہ لینے کو کہا..... اس نے پھر ٹال دیا.....

آیت تھک چکی تھی..... اسے لگا کہ جیسے وہ اب تک اس کے ساتھ ٹائم پاس کر رہا تھا..... اور پھر شاید ایسا ہی تھا..... جب تک آیت نے اپنی محبت کا اظہار نہ کیا تھا، تب تک زمرے دیوانہ اس کے پیچھے بھاگتا رہا..... کالز پر کالز..... میسجز پر میسجز..... اور جب اسے آیت کی جانب سے بھی گرین سگنل ملا تو اس کی محبت مانند پڑنے لگی.....

ایسا ہی ہوتا ہے..... عورت جب تک مرد سے دور رہتی ہے..... تب تک وہ مرد کیلئے سب سے زیادہ حسین، دلکش اور نایاب ہوتی ہے..... لیکن جس وقت عورت محبت کا اقرار کر لیتی ہے تو اسی وقت مرد کی نگاہوں میں عورت کی اہمیت اور دلکشی پہلے کی نسبت کم ہو جاتی ہے..... اور عورت کی نگاہوں میں مرد کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے..... کیونکہ عورت اقرار کر کے قید ہو جاتی ہے..... اور مرد اقرار سن کر آزاد ہو جاتا ہے.....

زمرے بھی اس کا اقرار سن کر آزاد ہو چکا تھا..... اسے یقین تھا کہ وہ اس کی محبت میں دیوانہ وار گرفتار ہو چکی ہے..... اگر وہ اسے مزید ٹائم انتظار کرنے کو کہے بھی تو وہ ضرور مان جائے گی..... مگر آیت اس کا انکار سن کر تھک چکی تھی..... وہ چاہتی تھی کہ زمرے اپنی سچی محبت کا ثبوت دے..... اس نے تو ہمیشہ ہی سنا تھا کہ مرد جب سچی محبت کرتا ہے تو بنا ٹائم ضائع کئے وہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں کو اپنی محبت کے بارے میں آگاہ کرتا ہے..... مگر زمرے..... وہ کیوں ایسا کر رہا تھا..... بقول اس کے وہ آیت سے سچی محبت کرتا تھا..... پھر..... وہ اپنے گھر والوں کو اپنی محبت سے آگاہ کیوں نہ کرنا چاہتا تھا..... آیت کو یہی بات ہرٹ کئے جاتی..... مگر وہ بھند تھا کہ ابھی صحیح وقت نہیں.....

آیت نے بھی ٹھان لی..... یا آریا پھر پار..... اس نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ اگر وہ اپنے گھر والوں سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو وہ مزید اس سے بات کرنے کو تیار ہے..... اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو پھر ہمیشہ کیلئے الوداع..... مگر وہ نہ مانا..... ہمیشہ کی طرح ٹال گیا..... آیت نے غصے میں آکر اپنا نمبر چھینچ کر دیا..... وہ بہت ہرٹ ہوئی تھی..... زمرے اسے سمجھ نہیں پار رہا تھا..... کیا

مانگا تھا اس نے..... صرف اس کی زندگی میں اپنی موجودگی کا احساس..... وہ تو صرف یہی چاہتی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو اس کے بارے میں بتائے..... اتنی جلدی شادی کا اس نے کب کہا تھا..... مگر وہ پہلی ہی آزمائش میں فیل ہو گیا..... آیت کا دل ٹوٹ چکا تھا..... اس کے چلے جانے سے زمرے کو شاید کوئی فرق بھی نہ پڑا..... تبھی اس نے اسے ایک بھی ای میل تک نہ کی..... وہ انتظار کرتی رہی..... مگر افسوس اس کا انتظار رائیگاں گیا.....

”وہ شاید یہی چاہتا تھا..... کہ میں خود ہی تنگ آ کر اس کی زندگی سے بے دخل ہو جاؤں..... اور اس پر کوئی الزام بھی نہ آئے.....“

اس نے دکھتے دل سے سوچا..... آنکھوں میں قیدنی کو دھکیلتی وہ راکنگ چیئر پر جا بیٹھی.....

سچ ہی کہا تھا کسی نے کہ تنہا جینا سیکھ
محبت جتنی بھی سچی ہو ساتھ چھوڑ جاتی ہے

☆☆☆

انسان کی زندگی میں ایسے لحاظ آتی جاپا کرتے ہیں، جو وہم و گمان میں بھی نہ ہوں..... ان کو بسر کرنے کیلئے سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ ان کو گزر جانے دیا جائے..... آیت بھی زندگی کی اسی تھوڑی پر عمل کر رہی تھی۔ وہ اندر سے کس قدر بکھری ہوئی تھی مگر بظاہر..... وہ کسی کو احساس تک نہ ہونے دیتی کہ اس کے اندر کس قدر بھیانک طوفان نے بسیرا کر رکھا ہے..... اس کے ارد گرد کتنے ہی لوگ تھے..... مگر وہ پھر بھی اکیلی تھی.....

آج وہ واک پر نہیں گئی تھی..... یونیورسٹی بھی نہیں گئی..... طبیعت رات سے ہی تھوڑی ڈل ڈل سی محسوس ہو رہی تھی..... پچھلے ہفتے اس نے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کیلئے اپلائے کیا تھا..... اس کا فائل سمسٹر ختم ہونے والا تھا..... اور پھر فائل سمسٹر ختم ہونے ہی اسے پروفیشنل اپنا ایک ڈرامہ ڈائریکٹ کرنا تھا..... اسے پیسوں کی ضرورت تھی اور پیسوں کیلئے اسے ایک اچھی جاب کی ضرورت تھی..... جس کمپنی میں اس نے اپلائے کیا..... اس کمپنی کا فائڈر ایک پاکستانی تھا..... جو کئی سال پہلے لندن آیا اور جی جان سے محنت کر کے لندن کے امیر ترین لوگوں کی لسٹ میں شامل ہو گیا..... آیت نے ڈنیل میں جا کر وہی پیڑیا پر اس کمپنی کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں..... تبھی اس نے بے شمار کمپنیوں کے ساتھ ساتھ اس کمپنی میں بھی جاب کیلئے اپلائے کر دیا..... وہ پچھلے ہفتے سے کال کا انتظار کر رہی تھی..... مگر ابھی تک کسی بھی کمپنی سے ریپلائے نہ آیا

تھا..... موبائل کب سے بج رہا تھا..... اس نے تقریباً دوڑتے ہوئے کچن سے کمرے تک کا سفر طے کیا..... الجھی سانسوں کو بحال کرتی وہ جلدی سے کال ریسیو کر کے بولی.....
”ہیلو!“

”Is this Ayat Lashari“

دوسری طرف ایک ادھیڑ عمر انگریز خاتون کی آواز ابھری.....

”Yes! Who is this?“

آیت نے پوچھا.....

”افکورس! میں میکسل گروپ آف انڈسٹریز سے بات کر رہی ہوں

”مس آیت! اگلی جمعرات آپ کا انٹرویو ہے.....“

اس عورت نے انگلش میں اسے اطلاع دی..... اطلاع سنتے ہی ایک خوشی کی لہر اس کے

اداس چہرے پر دوڑ گئی..... اب وہ کافی ایکسائیزڈ دیکھائی دے رہی تھی.....

”ریٹلی! میں انٹرویو کیلئے کس وقت آسکتی ہو؟“

اس نے انگلش میں ہی پوچھا.....

”Thursday at 9:30A.M.....“

”Yes ma`an! I'll be there at 9:30 sharp“

اور پھر الوداعی کلمات کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ ہو گئی..... وہ اب موبائل کی جانب دیکھتی

مسکراتے لگی تھی.....

ایک ہفتہ پلک جھپکتے ہی گزر گیا..... آج جمعرات تھی..... واک سے واپس آتے ہی وہ

شاہد لینے چلی گئی..... خوبصورت آسمانی کلر کی لوگ شرٹ، ٹائٹس اور ساتھ میں میچنگ کی شرٹ پہنے

وہ آئینے کے سامنے کھڑی آنکھوں میں کاجل لگانے لگی تھی..... تیار ہونے کے بعد اس نے جلدی

سے ناشتہ کیا اور انٹرویو کیلئے گھر سے روانہ ہو گئی..... ٹیوب سے اترتے ہی وہ پیدل چلنے لگی..... کافی

دیر چلنے کے بعد وہ اس قد آور شیشے کی بنی خوبصورت بلڈنگ کے سامنے آکھڑی ہوئی..... اس نے

ایک گہری لمبی سانس کھینچی..... اور پھر گہرائے ہوئے انداز میں لب بھینچی بلڈنگ کے اندر داخل ہو

گئی..... اندر داخل ہوتے ہی ریسپشن پر بیٹھی ایک انگریز لڑکی نے اسے مخاطب کیا.....

”ہیلو مس!“

”Hi“

”Your Name“

”آیت لاشاری!“

”Appointment time?“

”9:30A.M“

اس لڑکی نے سامنے لگی کھڑی پر ایک نظر دوڑائی..... گھڑی 9:15 بج رہی تھی..... اس

انگریز لڑکی نے اپہریس ہوتے ہی ایک آئی برواچ کا کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے شاباشی دی.....

آیت مسکرا دی۔

”میں وقت کی پابند ہوں.....“

”آیت نے انگلش میں کہا.....“

”ہوں.....“

وہ انگریز لڑکی مڑی اور پھر عارضی سکیورٹی پاس اس کی جانب بڑھاتی انگلش میں بولی.....

”یہ سکیورٹی پاس آپ اپنی شرٹ کے فرنٹ پر کلپ کر لیجئے..... اور ہر سکیورٹی سٹیشن پر

اسے سکین کر لیجئے گا ورنہ آپ بنا کسی سوال جواب کے اس بلڈنگ سے نکال دی جائیں گی.....“

وہ کہتے ہی مسکرائی..... آیت تذبذب کے عالم میں اس سکیورٹی پاس کی جانب دیکھنے

لگی..... اور پھر پاس لیتے ہی مسکراتی ہوئی لفٹ میں سوار ہو گئی..... لفٹ 35 فلور پر سٹاپ ہوئی تھی،

وہ جھجکتی ہوئی لفٹ سے باہر نکل آئی..... ریسپشن پر ایک ادھیڑ عمر خاتون براجمان تھیں..... یہ شاید

وہی تھیں جنہوں نے اس دن اسے کال پر اس کے انٹرویو کی اطلاع دی تھی.....

”ہیلو..... میرا نام آیت لاشاری ہے..... 9:30A.M میرا انٹرویو ہے۔“

آیت نے انگلش میں اپنا تعارف کروایا..... ادھیڑ عمر انگریز خاتون مسکراتے ہوئے انگلش

میں بولیں.....

”لیس! ہیلو مس آیت! اس دن میں نے ہی آپ کو کال کی تھی..... آپ ٹائم سے دس

منٹ پہلے آ گئی ہیں..... میں مسٹر فاح کو آپ کی آمد کی اطلاع دیے دیتی ہوں..... آپ پلیز وہاں

بیٹھ جائیے.....“

شائستہ لہجے میں وہ رائٹ سائیڈ پر کرسی کی طرف اشارہ کرتی بولی اور ساتھ ہی ریسیور

اٹھائے انگلش میں کسی سے بات کرنے لگی.....

آیت گہرائے ہوئے انداز میں دھیرے دھیرے چلتی رائٹ سائیڈ پر لگی کرسیوں کی

قطار میں سے ایک کرسی پر جا بیٹھی..... وہ کافی نروس لگ رہی تھی..... زندگی میں پہلی بار وہ جاب کے انٹرویو کا ایکسپیرینس کرنے لگی تھی.....

”زمرے کو تو کافی ایکسپیرینس تھا جاب انٹرویو کا..... شاید وہ بھی ایسا ہی فیل کرتے ہوں گے..... جیسا اس وقت میں محسوس کر رہی ہوں..... یا پھر..... نہیں..... شاید میں ہی اتنی نروس ہوں.....“

اس نے دل ہی دل میں سوچا اور لب بھینچ گئی.....

”مس آیت!“

اس نے چونکتے ہی سامنے کھڑی اس ادھیڑ عمر خاتون کی جانب دیکھا..... وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پیچھے آنے کا کہہ کر آگے بڑھ گئی..... آیت جلدی سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چل دی..... سفید چمکتی ٹائلز پر اس ادھیڑ عمر خاتون کی تین انچ کی ہیل ٹک ٹک کرتی صاف سنائی دے رہی تھی..... یہ آواز اسے مزید نروس کئے دے رہی تھی..... وہ عورت ایک قد آور لکڑی کے خوبصورت دروازے کے پاس جا کر..... ہلکی سی دستک دیتے ہی وہ واپسی کیلئے پلٹ گئی..... آیت تذبذب کے عالم میں اسے خود سے دور جاتا دیکھ رہی تھی.....

”Enter!“

دروازے کے اس پار سے بھاری مردانہ آواز ابھری..... آیت نے جلدی سے لمبی گہری سانس کھینچی اور خود کو نارمل پوز کرتی دروازہ کھولتی اندر داخل ہو گئی..... اندر داخل ہوتے ہی اس نے دبی آواز میں سامنے ٹیبل پر سر جھکائے فائل پر سائن کرتے CEO کو مخاطب کیا.....

”ہیلو سر!“

آواز سماعت سے ٹکراتے ہی سامنے بیٹھا سوئڈ بوئڈ فاتح خان سر اٹھا کر دروازے کے پاس کھڑی نروس آیت کی جانب دیکھنے لگا.....

وکی پیڈیا میں تو اس نے CEO کے بارے میں کچھ اور ہی پڑھا تھا..... غالباً وہ اس وقت وہاں ایک ستر سالہ شخص کی موجودگی کا سوچ کر آئی تھی..... مگر وہاں اس سیٹ پر کوئی ستر سالہ نہیں بلکہ ایک تیس سالہ خوبصورت، سمارٹ، لمبا چوڑا، گورا چٹا، انسان موجود تھا..... وہ اپنی گہری ڈارک براؤن آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا..... اس کے ڈارک براؤن بال دیکھنے میں ایسے لگ رہے تھے جیسے وہ ابھی شاور لے کر آیا ہو اور پھر گیلے بالوں کو ہاتھوں کی انگلیوں سے ہی سنوارا ہو.....

”بیٹھے.....“

اس نے اپنے سامنے رکھی مٹلی کرسیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اپنی سحر انگیز آواز میں اسے مخاطب کر کے انگلش میں کہا تھا..... وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کے سامنے رکھی مٹلی کرسی پر براجمان ہو گئی..... وہ تذبذب کا شکار تھی..... اسے ایسا کیوں لگ رہا تھا کہ وہ اس شخص کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہے..... اسے یاد نہیں آ رہا تھا.....

”May I see your Resume?“

آیت نے گھبراتے ہوئے اپنی CV اس کی جانب بڑھا دی..... وہ اب سانس روکے بیٹھی تھی..... کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگلا سوال کیا آنے والا ہے..... اور وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا.....

پیپر ز الٹ پلٹ کر دیکھتا وہ شخص تیوری چڑھائے آیت سے مخاطب تھا.....

”آپ نے اس سے پہلے کبھی جاب نہیں کی؟“

اس نے انگلش میں پوچھا تھا.....

”نوسر! ایک چوکی میرا لاسٹ سمسٹر چل رہا ہے..... جاب کا کبھی کوئی ارادہ نہیں تھا..... مگر اب مجھے اس جاب کی بے حد ضرورت ہے..... آئی پرائس میں اپنا 100% دوں گی اس جاب کو..... آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا.....“

آیت ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی..... وہ کسی بھی طرح اسے اپنے گلس پر یقین دلانا چاہتی تھی..... فاتح آئی برواچکائے اس کی جانب دیکھنے لگا..... وہ مزید نروس ہو گئی.....

”اگر میں تمہیں یہ جاب دے بھی دوں تو تمہیں 24/7 اس جاب کیلئے موجود رہنا پڑے گا.....“

”Is that clear?“

وہ اس دورانیے میں پہلی بار اردو میں بات کر رہا تھا..... CV میں اس نے آیت کی تمام ڈیٹیل ایک ہی نظر میں پڑھ لی تھی..... آیت پہلے حیرانگی سے اس کی جانب دیکھنے لگی..... اسے لگا جیسے وہ اردو سے ناواقف ہوگا..... شکل اور پرسنالٹی سے وہ پورا کا پورا برٹش چاکلیٹی ہیرولگ رہا تھا..... مگر اب وہ اردو بولتے ہوئے اسے حیران کر گیا تھا.....

آیت نے اثبات میں سر ہلایا..... وہ ایک بار پھر سے بولا.....

”گڈ! تمہیں میری تمام اپوائنٹمنٹس دیکھنی ہوں گی اور ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ جس کے ساتھ میری اپوائنٹمنٹس ہیں..... وہ لوگ کون ہیں..... اور وہ لوگ ہمارے بزنس کیلئے امپورٹنٹ کیوں ہیں.....“

دراڑوں سے اس کی روح تک نظر آتی تھی..... اگر کوئی دیکھ پاتا تو۔ زمرے کے عشق نے اسے اندر تک توڑ ڈالا تھا..... ویران آنکھوں سے وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی تھی.....

”لوگ کہتے ہیں کہ زندگی میں انسان کو ایک عادت ضرور سیکھ لینی چاہئے..... یہ کہ..... جو چیز ہاتھ سے نکل جائے..... اسے بھول جانے کی..... یہ عادت بہت سی تکلیفوں سے بچا لیتی ہے.....“

اس نے ویران اکھیوں سے اپنے اجڑے حلیے پر نگاہ دوڑائی.....

”وہ میری عادتوں میں شمار تھا..... کیوں کیا اس نے ایسا.....؟“

اگر اسے مجھ سے محبت نہیں تھی تو کیوں محبت کے جھوٹے وعدے کرتا رہا.....“

وہ آج اسے بے پناہ شدت سے یاد کر رہی تھی..... کتنا بے مروت تھا وہ..... ان چھ مہینوں میں ایک بار بھی اس نے آیت سے بات کرنے کی کوشش ہرگز نہ کی تھی..... اور پھر آیت خود سے رابطہ کیونکر کرتی جب اس بے مروت کو احساس تک نہ تھا..... ہاں..... جہاں تعلقات میں احساسات نہیں ہوتے، صرف مطلب ہوتا ہے..... وہاں لوگوں کو محسوس تک نہیں ہوتا کہ کون ہماری زندگی سے کب، کیسے اور کیوں نکل گیا.....

”جذبہ چاہے شدید محبت کا ہو یا نفرت کا..... دونوں صورتوں میں انسان کو توڑ کر رکھ دیتا ہے..... صبح کہتا تھا وہ..... کہ اچھائی میں کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا..... اچھا سبق سیکھایا اس نے مجھے.....“

بہت نگاہوں سے وہ آئینے میں اپنا اترا اترا چہرہ دیکھ رہی تھی.....

”مردوں کی بے وفائی تو ازل سے مشہور ہے..... بس میں ہی اندھی ہو چکی تھی.....“

غم کے عالم میں وہ اپنے لب بھینچ گئی.....

اگلے دن وہ بوریت سے اکتا کر اپنی فیس بک کھول بیٹھی تھی..... ساتھ ہی اس نے ایسے ہی ای میلز چیک کرنے کی غرض سے ای میل اکاؤنٹ بھی سائن ان کر لیا تھا..... اس کی ای میل نہیں تھی..... وہ پھر سے مایوس ہو گئی..... استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ اپنا فیس بک اکاؤنٹ واپس سائن آؤٹ کرنے لگی..... اسی پل ایک میسج کی نوٹیفکیشن ابھر کر سامنے آن وارد ہوئی..... تیوری چڑھائے سائن آؤٹ کرنے کے بجائے اب وہ میسج پر کلک کرنے لگی.....

”زمرے زیام!“

ایک ٹھنڈی ہوا کی لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی..... ہاں..... واقعی وہ اسی کامیج

”بس سر! کیا میں ایک سوال پوچھ سکتی ہوں؟“

”شیور!“

وہ برجستہ بولی.....

”تو کیا میں یہ سمجھوں کہ مجھے یہ جاب مل چکی ہے؟“

فاخ اپنی لیدر کی قیمتی کرسی پر ٹیک لگا بیٹھا تھا.....

”صبح سات بجے آپ سے ملاقات ہوگی بس آیت!“

اس نے اس کے سوال کے برعکس جواب دیا..... وہ سمجھی نہیں تھی..... مگر اسے ایسا لگا جیسے

وہ ہاں بول رہا ہے.....

”اچھو کی سر! یہ میرا لاسٹ سمسٹر ہے..... دو ہفتوں بعد میرے فائنل ایگزامز ہیں.....“

اس لئے اگلے مہینے تک فل ٹائم جاب میرے لئے ممکن نہیں..... پارٹ ٹائم جاب کر سکتی ہوں.....“

اگلے مہینے سے 24/7 موجود رہ سکتی ہوں.....“

وہ اب کے گہری خاموشی سے اس کی جانب دیکھنے لگا..... آیت مزید نروس کا شکار ہو

گئی.....

”کل صبح سات بجے ملاقات ہوگی بس آیت.....! پھر دیکھتے ہیں کہ کیا کرنا ہے.....“

”تھینک یو سر!“

وہ پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا تھا..... غالباً اسے اشارہ ملا تھا کہ اب اسے چپ

چاپ اٹھ کر آفس سے باہر نکلنا ہے..... اور پھر اس نے ایسا ہی کیا..... وہ آفس سے باہر نکل آئی

تھی..... مگر اس کی پریشانی ابھی بھی برقرار تھی.....

☆☆☆

زندگی پھر کبھی نہ مسکرائی بچپن کی طرح

میں نے مٹی بھی جمع کی، کھلونے بھی لیکر دیکھے

چھ مہینے گزر چکے تھے..... 2012ء شروع ہو چکا تھا..... یہ چھ مہینے اسے چھ سال جتنے

لگنے لگے تھے..... محبت جب پھڑتی ہے تو ایک لمحہ گزارنا مشکل ہو جاتا ہے..... اس شخص کے بغیر

جسے دیکھنے اور سننے سے ہماری سانسیں زندہ رہتی ہیں..... اور جب وہ پھڑ جائے تو انسان بظاہر زندہ

تو رہتا ہے مگر اندر..... اندر سے وہ کب کا مر چکا ہوتا ہے..... آیت کی حالت بھی کچھ ایسی ہی

تھی..... بظاہر وہ چلتا پھرتا وجود تھی مگر اندر سے بالکل تنہا، خالی، خاموش، ویران..... اس کے جسم کی

تھا..... اسی کی آئی ڈی سے..... اسے اپنی بصارت پر اعتبار نہ آیا..... وہ پلکیں جھپکتی حیرانی سے میسج اوپن کرنے لگی.....

”آیت! مجھے تم سے بات کرنی ہے..... پلیز مجھے اپنا نمبر دو.....“

میسج پڑھتے ہی اس کی حالت غیر ہوتی چلی گئی..... شدت درد کے عالم میں اس کی آنکھیں بھرا آئیں..... لمبی سانس کھینچتی وہ اب بھیچے ایک تو اتر سے آنسو بہانے لگی..... کافی دیر ایسے ہی بیٹھی روتی رہی..... بار بار بہتی نگاہوں سے اس کا میسج پڑھتی..... اور پھر اس نے آئی ڈی سائن آؤٹ کر دی..... بنا جواب دیئے.....

”آج خود کو میری یاد آئی تو دوڑے چلے آئے..... میرے یہ اذیت میں گزارے ان چھ مہینوں کا کیا.....؟ کیا میری فیلنگز کی کوئی اہمیت نہیں..... مرد ذات.....“
وہ درد کے عالم میں آنکھیں میچے بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا بیٹھی۔
”کیوں اس قدر بے مروت ہوتی ہے مرد ذات.....؟“
وہ خود سے سوال کرنے لگی.....

”پہلے دل لگاتے ہیں..... پھر دل توڑتے ہیں..... پھر جب بہت وقت گزرنے کے بعد اگر خود کو احساس ہو تو واپس چلے آتے ہیں..... عورت تو بس پتھر کی ہوتی ہے ناں..... کوئی فیلنگز نہیں ہوتیں اس میں.....“

وہ پر شکوہ نگاہوں سے ڈیک ٹاپ پر لگی زمرے کی خوبصورت تصویر کی جانب دیکھنے لگی..... کس قدر دلکش مسکراہٹ تھی اس کی۔ ان چھ مہینوں میں وہ اس کی انہیں تصویروں سے بات کرتی چلی آئی تھی..... تمام گلے شکوے کئے تھے اس نے زمرے کی تصاویر سے..... اور وہ تھا کہ چپ چاپ خاموشی سے مسکراتے ہوئے اس کے تمام گلے شکوے..... سنتا رہتا..... کچھ بھی نہ کہتا.....

پھر اس نے مسکرا کر دیکھا میری طرف

پھر ذرا سی بات پہ جینا پڑا مجھے

ایک ہفتے سے وہ مسلسل فیس بک ان بکس میں میسج کئے چلا جا رہا تھا..... آیت کا دل تڑپ رہا تھا اس سے بات کرنے کو..... مگر وہ اس بے مروت کو احساس دلانا چاہتی تھی کہ پچھلے چھ مہینے اس نے کس طرح اس کے بغیر بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتے ہوئے گزارے ہیں..... مگر وہ بے حس تھا..... اسے صرف اپنی فیلنگز کی پرواہ تھی..... اس وقت وہ اس کیلئے تڑپ رہا تھا..... چاہتا

تھا کہ آیت پچھلے چھ مہینوں کا فاصلہ بھلا کر ایک بار پھر سے دل و جان سے اس کی ہو جائے۔ دن رات لگا تار میسجز آرہے تھے..... آیت نے بھی ہتھیار گرا دیئے اور ایک بار پھر سے اس بے مروت کی باتوں میں آگئی..... اس دن آیت نے اسے کال کی تھی..... مگر اس کا نمبر بند جا رہا تھا..... ایک بار پھر سے ٹرائے کیا..... نمبر مسلسل بند تھا..... وہ پریشانی کا شکار ہو گئی..... مجبوراً اسے میسج کا جواب دینا پڑا..... جواب بھی کیا دینا تھا..... آیت نے میسج میں اپنا نمبر لکھا اور سینڈ پر کلک کرتے ہی فیس بک سائن آؤٹ کر دیا..... دو گھنٹے بعد 974+ سے اسے کال آنے لگی..... تذبذب کے عالم میں اس نے کال ریسپونڈ کی..... دوسری جانب زمرے کی بے چینی میں اٹی آواز ابھری تھی..... اس کا دل زوروں سے دھڑکتا محسوس ہوا تھا.....

”آیت! ایم ریٹلی ویری سوری! میں جانتا ہوں میں نے تمہیں بہت ہرٹ کیا ہے..... پلیز میری آخری غلطی سمجھ کر مجھے معاف کر دو۔ پلیز.....“
اس کی آواز میں بے چینی واضح طور پر محسوس کی جاسکتی تھی..... آیت کی آنکھیں بھر آئیں..... مگر وہ کچھ نہ بولی.....

”آیت! پلیز آخری موقع دے دو مجھے..... پلیز.....“

آنسو بے لگام ہو کر بہہ نکلے تھے..... دل پر قابو پاتی وہ رندھی آواز میں گویا ہوئی.....
”ایک شرط پر آپ کو معافی ملے گی.....“

”مجھے تمہاری تمام شرائط منظور ہیں آیت!“

وہ بے ساختہ بولا..... آیت نے لمبی سانس کھینچی.....

”جلد از جلد..... اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجیں گے.....“

”پکا پراس..... میں پاکستان آتے ہی سب سے پہلا کام یہی کرنے والا ہوں.....“

”پاکستان.....؟ آپ پاکستان میں نہیں ہیں؟“

ڈوبی ہوئی آواز ابھری تھی..... وہ چند ثانیے خاموش رہا، پھر بولا۔

”میں قطر میں ہوں..... پچھلے ہفتے آیا ہوں..... بہت اچھی جاب لگی ہے میری..... گھر“

گاڑی سب کچھ فری..... میں اس سال کے ایڈ میں پاکستان آؤں گا..... پھر اپنے گھر والوں کو لیکر

تمہاری دہلیز پر پہنچ جاؤں گا..... تمہیں ہمیشہ کیلئے چرالے جانے کیلئے.....“

”مبارک ہو جاب کی..... جو آپ چاہتے تھے..... وہ آپ کو مل گیا۔“

اس نے مجھے دل سے مبارک دی.....

”ارے نہیں ابھی تو شروعات ہے..... تم بس دعا کیا کرو میرے لئے۔“
”ہوں.....“

”تم نے مجھے معاف کر دیا ناں؟“

وہ پوچھ رہا تھا.....

”سال کا اینڈ ابھی بہت دور ہے زمرے..... کیا خبر اس دوران کیا سے کیا ہو جائے.....“

وہ بچھے بچھے دل سے بولی.....

”ماپوسی کفر ہے..... انسان کو امید اچھی رکھنی چاہئے..... سنو!“

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں..... میرے دل میں بسنے والی تم پہلی اور آخری لڑکی ہو..... یقین مانو..... میں نے تمہیں بہت یاد کیا ہے.....“

”یاد کیا تو رابطہ کیوں نہیں کیا؟“

وہ رودی.....

”کتنا انتظار کیا میں نے آپ کا..... پر آپ نے کوئی رابطہ نہیں کیا زمرے.....“

”آیت! میں نے بہت بار کوشش کی رابطہ کرنے کی مگر ہر بار یہ سوچ کر رک جاتا کہ تم پھر سے وہی ضد کرو گی..... اور میں فی الحال وہ ضد پوری کرنے کے قابل نہیں تھا..... تھوڑا سا صبر کر لو..... پھر ہم دونوں ایک ساتھ ہوں گے..... ہمیشہ کیلئے.....“

وہ خاموش رہی.....

”بولو تم نے مجھے معاف کر دیا ہے..... پلیز کہو..... میرا دل بہت بے چین ہے آیت.....“

وہ التجا کر رہا تھا..... آیت چپ چاپ آنسو بہاتی رہی.....

”پلیز آیت.....!“

”زمرے! آخری بار..... یہ آخری چانس ہے آپ کا..... اس کے بعد اگر آپ نے پھر سے ویسا کیا تو میں ہمیشہ کیلئے چلی جاؤں گی آپ کی زندگی سے.....“

وہ رندھے لہجے میں بولی تھی..... خوشی کے مارے زمرے کی آنکھیں بھی بھر آئیں..... وہ نم بھری نگاہوں سے ڈیک ٹاپ پر لگی آیت کی تصویر دیکھتا دھیمے سے مسکرا کر گویا ہوا تھا.....

”تمہیں اب کبھی شکایت کا موقع نہیں ملے گا آیت..... آئی پراس.....“

اور پھر ایک بار پھر سے ان دونوں کے بیچ ان کی گمشدہ محبت پھر سے زندہ ہو گئی..... اب وہ پہلے کی طرح رات دیر تک بات نہیں کرتے تھے..... زمرے کی جاب مشکل تھی..... آیت کو بھی احساس تھا..... اس لئے وہ خود بھی اسے زیادہ ڈسٹرب نہ کرتی..... وقت گزرتا رہا.....

آیت کا ویزا آ گیا..... وہ لندن کیلئے روانہ ہو گئی..... دو مہینے گزر گئے..... زمرے! اب بہت زیادہ مصروف رہنے لگا تھا..... آیت کو پھر سے شکوہ ہونے لگا..... اب تو کتنے کتنے دن گزر جاتے مگر ان دونوں کی بات نہ ہو پاتی..... آیت وقت نکالتی مگر زمرے ہر بار مصروفیت کا بہانہ کرتا رہتا.....

”زمرے کتنے کتنے دن آپ غائب رہتے ہیں..... اتنی بھی کیا مصروفیت..... کم از کم ایک گھنٹہ تو بات کر لیا کریں مجھ سے..... کتنا مس کرتی ہوں آپ کو..... آپ کو اندازہ بھی نہیں.....“
اس دن وہ یونیورسٹی سے لوٹتے ہی اسے میسج کرنے لگی..... زمرے نے فوراً Whatsapp پر میسج دیکھا اور جواب دیا.....

”آیت! بہت ٹھک جاب ہے..... تنگ آ گیا ہوں اس جاب سے..... جتنی محنت کرتا ہوں..... اتنی تنخواہ نہیں ملتی.....“

”آپ تو کہہ رہے تھے کہ بہت اچھی جاب ہے.....“

”ہاں ہے..... پر تنخواہ بڑھانے کا ابھی تک کوئی چانس نہیں.....“

”کوئی بات نہیں زمرے..... اللہ بہتر کریگا.....“

وہ چند ٹائیے خاموش رہا..... پھر بولا.....

”مجھے سعودیہ ریاض کی کمپنی (سعودیہ الیکٹریک کمپنی) سے بھی آفر آئی ہے..... جاب پیکیج بہت اچھا ہے..... اور تنخواہ بھی یہاں کی تنخواہ سے ڈبل ہے..... پر موشن کے چانسز بھی برائے ہیں.....“

”تو پھر.....؟“ آپ اب سعودیہ چلے جائیں گے؟“

”ہاں..... بہترین جاب ہے..... پیکیج بھی بہت اچھا ہے.....“

”ہوں..... پھر کب جانا ہے؟“

”انشاء اللہ بہت جلد.....“

”پہلے پاکستان جائیں گے؟“

”ہاں.....“

آپ نے پہلے میرے گھر کی بارگاہ کی ہے۔

”تم کہیں میں ہو۔ میں تمہارے گھر کیجے جا ہوں۔“

روایک میرے گھر کی۔

”آپ نے کیا تھا کہ پاکستان جانے ہی میرا دلچسپ گھر میرے گھر جانے

لے۔“ انہی لفظوں میں تو وہ جانے والی تھی۔

میرے گھر سے گھر کیا۔ اپنی بات سے ہر ایک۔ یہ کہ نامی ہو رہی۔ دلت گزرتا

چلا گیا۔ دوسرے صوبہ میں چل گیا۔ گاڑی کو سب فری تھا۔ اچھا کار، اچھا سفر

کی گاڑی کے ساتھ اس نے ایک سے اپنی پریشانی فری لیا تھا۔ اس کی جانب سے

روایک گھر کی چھڑا کر وہ اپنی کسی چیز کو اپنا دوست میں چل گیا تھا۔ اس کے لفظوں میں

اسی لفظوں میں ایک ہی دھڑکنے والی دلی چھڑا کر وہ گیا تھا۔ اس نے یہ کہ میرے گھر کی

اس کی یہ کسی روایت کرتی تھی۔ روایک میرے گھر کی اس کی بہت۔ آہستہ

انہی لفظوں میں تھی۔ دوسرے صوبہ میں چل گیا تھا۔ اس نے یہ کہ میرے گھر کی

روایت میرے گھر کے لئے میرے گھر کے لئے میرے گھر کے لئے میرے گھر کے لئے

کی لکھنوی تھی۔

میرے گھر کی لکھنوی تھی۔

وہ اس کے لئے میری لکھنوی تھی۔

وہ اس کے لئے میری لکھنوی تھی۔

وہ اس کے لئے میری لکھنوی تھی۔

2014ء کی شروعات ہوئی۔ ایک سیدھے سے ان دنوں میں ہلی ہال تھی۔

زمرے نے آہستہ آہستہ نام دیا تھا۔ اور اس کا نام دے کر لکھا تھا۔

”چاہتا ہوں آہستہ آہستہ کا آواز ہوں میں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ تم میرے

انہی میں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ کسی بھی طرح سے میں تمہارے آواز میں۔“

لکھنوی کے گھر کے ہاں ہیں۔ اور اس کا نام دے کر لکھا تھا۔

”کیوں کہنے ہیں آپ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ کیوں کہنے ہیں۔ آپ

پہلے میرے گھر کے ہاں ہیں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔“

میرے گھر کی لکھنوی تھی۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔

”لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

سوت کر لکھنوی۔

”انہی لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

روایت کر لکھنوی۔

”انہی لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

چاہتا ہوں لکھنوی۔

”آپ سب لکھنوی۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

میرے گھر کی لکھنوی تھی۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔

انہی لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

”انہی لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

اس میں لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

”انہی لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

آہستہ آہستہ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

”انہی لکھنوی میں، انہی میں۔“ لکھنوی میں، انہی میں۔ لکھنوی میں، انہی میں۔

2014ء کی شروعات ہوئی۔ ایک سیدھے سے ان دنوں میں ہلی ہال تھی۔

زمرے نے آہستہ آہستہ نام دیا تھا۔ اور اس کا نام دے کر لکھا تھا۔

”چاہتا ہوں آہستہ آہستہ کا آواز ہوں میں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ تم میرے

انہی میں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ کسی بھی طرح سے میں تمہارے آواز میں۔“

لکھنوی کے گھر کے ہاں ہیں۔ اور اس کا نام دے کر لکھا تھا۔

”کیوں کہنے ہیں آپ میرے گھر کے ہاں ہیں۔ کیوں کہنے ہیں۔ آپ

پہلے میرے گھر کے ہاں ہیں۔ میرے گھر کے ہاں ہیں۔“

سلگتا ہے..... ادھر وجود پگھلتا ہے..... بالآخر جب دونوں جل اور پگھل کر تھک جاتے ہیں تو پھر شمع دان میں چنچے ہوئے جام کی طرح چند جے ہوئے آنسو کی موم اور کھوکھلی جلی باقی کی سوختگی کے دھبوں کی تپھٹ باقی رہ جاتی ہے.....

آیت بھی ایک موم تھی..... جو جلی بھی تھی اور پگھلی بھی تھی..... مگر زمرے ایسا نہیں تھا..... موم تو پگھل کر ہر اس شکل میں ڈھل جاتی ہے جس میں اسے ڈھالا جاتا ہے..... ہاں وہ موم نہیں تھا..... لوہا تھا..... لوہا پگھلتا ہے مگر سخت سے سخت تر ہو جاتا ہے..... اور پھر لوہے اور موم کا کیا تعلق..... موم اگر لوہے سے ٹکرائے تو کتنے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے..... زمرے نے بھی آیت کو بے تحاشہ ٹکڑوں میں تقسیم کر ڈالا تھا.....

نمبر الوداع کہنے کو تھا..... آیت بے انتہا پریشانی کی شکار تھی.....
”زمرے! نمبر اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے..... آپ نے ابھی تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا.....“

کتنے عرصہ بعد آج وہ دونوں فون پر بات کر رہے تھے..... زمرے اکھڑا ہوا تھا..... تبھی اوکھے انداز میں گویا ہوا.....

”تمہیں آخر شادی کی اتنی جلدی کیوں ہے آیت؟“
وہ سکتے میں آگئی..... زمرے نے ہی تو کہا تھا کہ اسے اس کی ضرورت ہے..... دسمبر میں وہ شادی کرنے کا آیت..... اور اب..... وہ پھر سے مکر رہا تھا.....
”زمرے! آپ نے اس دسمبر کا وعدہ کیا تھا.....“

”دیکھو آیت صاف سی بات ہے..... 2015ء سے پہلے میں شادی نہیں کرنے والا.....“
”2015ء آچکا ہے..... آپ فیملی سے بات کریں گے..... شادی کی تیاریاں ہوں گی..... اس میں ٹائم لگے گا..... 2015ء آ ہی گیا ہو گا.....“

”اُف..... تم لڑکیاں ہاتھ دھو کر ایک ہی بات کے پیچھے کیوں پڑ جایا کرتی ہو.....؟“
اس کا دل اس قدر ٹوٹ کر بکھر چکا تھا کہ وہ بمشکل بول پائی.....

”زمرے..... میرا اور امتحان مت لیں..... پچھلے چار سالوں سے آپ کی یہ ٹال منول برداشت کئے چلی آرہی ہوں..... اب مجھ میں اور ہمت نہیں.....“

”اگر میں یہ ٹال منول کر رہا ہوں تو کسی وجہ سے ہی کر رہا ہوں ناں..... تم سمجھتی کیوں نہیں؟“

وہ بدستور اسی انداز میں بولا..... آیت آنسو بہاتی رہ گئی.....

”میں پاگل ہو جاؤں گی زمرے..... آپ نے مجھے ہاف سائیکو پشٹ بنا دیا ہے.....“
آپ کبھی اپنی بات پر قائم ہی نہیں رہتے..... کیا قصور ہے میرا..... بتائیں مجھے.....

”مجھے نہیں معلوم کچھ بھی..... اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ میں 2015ء کے اینڈ میں بھی شادی کرتا ہوں یا نہیں..... شاید 2016ء ہو جائے..... یا..... یا پھر میں کبھی شادی کروں.....“
آیت کے پیروں تلے سے زمین کھسکتی معلوم پڑ رہی تھی..... ماتھے پر شکنیں ڈالے وہ اس دوغلے بے مروت کی باتیں سن رہی تھی.....

”کتنی آسانی سے ایک ہی پل میں آپ اپنی کہی باتوں سے مکر تے چلے جا رہے ہیں زمرے..... کیسے انسان ہیں آپ؟ اور کیسی محبت ہے آپ کی.....“

”اچھا چلو ابھی دماغ خراب نہیں کروں..... بعد میں بات کرتے ہیں.....“
اور پھر اس نے ٹھک سے فون بند کر دیا..... آیت بے پناہ حیرانگی سے موبائل کی جانب دیکھنے لگی تھی.....

”کیسا مرد ہے یہ.....؟ میں نے تو سنا تھا کہ مرد کی ایک زبان ہوتی ہے..... مگر زمرے..... کتنی بار اپنی کہی گئی بات سے مکر گئے.....“

وہ دھپ سے بیڈ پر گر گئی..... آنسو بے لگام ہو چکے تھے..... لب بھینچے وہ آنسو بہاتی رہی.....
”یا اللہ!“

اس کا مائنڈ ماؤف ہو چکا تھا..... سوچنے سمجھنے کی صلاحیت منجمد ہو گئی تھی..... زمرے طوفان تھا اس کی زندگی کا..... نہ خود چین سے رہتا..... نہ اسے چین سے رہنے دیتا..... وہ روٹھ جاتی تو دوڑا چلا آتا..... فون پر فون، میسج پر میسج کرتا..... جب وہ مان جاتی تو خود کو اعلیٰ ظرف سمجھتا..... آیت تھک چکی تھی..... مرد ذات اور محبت دونوں پر سے اس کا اعتبار اٹھ چکا تھا..... اس دن کے بعد اس نے اس سے بات تک نہ کی..... ایک ہفتہ گزرتے ہی وہ پھر سے چلا آیا..... فون پر فون کرنے لگا..... نجانے وہ کیا چاہتا تھا..... ہاں مگر آیت نے فیصلہ کر لیا تھا..... کہ اب وہ اس کے کسی جھانے میں نہیں آئیگی..... تبھی اس نے زمرے سے آخری بار بات کرنے کا فیصلہ کیا.....

”کیا چاہتے ہیں آپ؟“

”نہیں معلوم!“

کتنی ڈھٹائی سے بولا تھا وہ..... آیت دانت چیس کر رہ گئی۔

”دیکھو آیت! میں نے تم سے بہت محبت کی ہے..... اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک تم سے محبت کرتا رہوں گا..... لیکن میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا..... کسی سے بھی نہیں..... اب میں تمہیں بھی مزید انتظار کرنے کا ہرگز نہیں کہوں گا..... میزب طرف سے تم آزاد ہو..... اگر تم اپنی خوشی سے میرا انتظار کرنا چاہو تو کر سکتی ہو..... مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہیں کب تک انتظار کرواتا رہوں گا..... اگر اس بیچ تمہارا کہیں رشتہ ہو جائے تو تم شادی کر لینا.....“

وہ کیا بولے چلے جا رہا تھا..... شاید اسے اندازہ نہ تھا..... آیت کو اس پل اس شخص سے گھن آتی محسوس ہو رہی تھی..... چار سال انتظار کروانے کے بعد وہ یہ سب کہہ رہا تھا..... آیت کچھ کہہ بھی نہ پائی.....

بے حس تھا وہ..... اور بے حس ایک روحانی بیماری ہے جو اپنے شکاری کو انتہا کی حدوں تک لے جاتی ہے..... اور پھر ایسے تعلق سے لائق ہی بہتر ہوتی ہے جس تعلق میں احساس نام کی کوئی چیز تک نہ ہو.....

”آیت!“

گہری خاموشی کے بعد اس نے اس کا نام پکارا..... آیت کے آنسو خشک ہو چکے تھے..... وہ ساکت بیٹھی تھی..... اپنا نام پکارے جانے پر وہ گہری ڈوبی آواز میں بولی.....

”کاش قیامت کے دن حساب ہو بے وفاؤں کا اور تم گڑا کر مجھ سے کہو کہ آیت! پلیز میرا نام مت لینا.....“

بس وہ اتنا ہی کہہ پائی اور آنکھوں سے ایک ندی پھوٹ پڑی..... وہ بالکل خاموش بیٹھا رہا..... کچھ نہ بولا..... چند ثانیے کی خاموشی کے بعد وہ دھیمے سے بولا.....

”I Love you so much“

”جسٹ شٹ اپ.....“

اب کے وہ غصے سے کانپنے لگی تھی.....

”جینی مریض ہو تم..... جا کر اپنا علاج کرواؤ..... چار سال تک بیوقوف بنایا ہے تم نے مجھے..... بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری یہ جھوٹی محبت.....“

”I hate you rike anything.....“

غصے میں پھنکارتی وہ موبائل زمین پر پٹختی، بیڈ پر آڑھی ترچھی لیٹتی زار و قطار رونے لگی.....

جینی مریض بن چکی تھی آیت..... کتنے دن وہ جینی دباؤ کا شکار رہی..... اپنی بے وقوفیوں پر خود کو ملامت کرتی نہ جھکتی.....

جینی محبت کی تھی اس نے..... مگر کیا ملا تھا اسے..... انتظار، انتظار اور صرف انتظار..... انتظار لفظ سے نفرت ہو چکی تھی اسے۔

اور مرد ذات! آئندہ زندگی میں کبھی اعتبار نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اس نے..... انسان کی آزمائش جب تک اسے سبق نہ سیکھا دے جو اس آزمائش میں پوشیدہ ہوتا ہے..... تب تک انسان کی جان نہیں چھوڑتی..... نجانے آیت کے حصے میں یہ آزمائش کیونکر آئی تھی..... وہ سمجھ نہیں پائی.....

”اللہ نے جب انسان کو بہترین سے نوازنا ہوتا ہے ناں..... تو وہ اس انسان کو پہلے بدترین سے نوازتا ہے..... یہی اس کی آزمائش ہوتی ہے.....“

مما کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی..... وہ چونکی..... مما تو کہیں نہیں تھیں..... وہ اکیلی تھی اس اپارٹمنٹ میں..... آنسو بہاتی اپنی سم چینج کرنے لگی..... سم چینج کرتے ہی اس نے فیس بک پر جا کر اس بے حس انسان کی آنی ڈی کو بلا کر دیا ہر اس جگہ سے بلا کر دیا جہاں جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہو سکی..... باہر شرڈاپ شرڈاپ بارش برس رہی تھی..... اور آیت کے اندر بھی ایک طوفان برپا تھا..... مگر آج آخری بار..... آخر بار وہ اس کیلئے دل کھول کر روئی..... آج وہ اس کی زندگی سے بے دخل ہو چکا تھا.....

ہمیشہ کیلئے..... پوری رات بارش برتی رہی اور آیت، وہ بھی پوری رات آنسو بہاتی رہی..... اس نے اس رات قسم کھائی کہ آئندہ کبھی پلٹ کر اس بے حس کی جانب نہیں دیکھے گی..... اور پھر اس نے ایسا ہی کیا.....

خود	کی	فطرت	کو	بدلا	تھا
تجھے	اپنا	بنانے	کیلئے		
کرو	گے	یاد	صدیوں	تک	
کسی	نے	دل	لگایا	تھا.....	

☆☆☆

”Here you go sir“

فلش ڈرائیو، پوسٹر بورڈز، ٹیبل پر رکھتی وہ دھیمے سے گویا ہوئی۔

تک اپنا ضروری سامان پیک کر لیجئے گا..... ایک ہفتے کا نور ہے..... کل صبح آٹھ بجے کی روائگی ہے.....“

ایک کے بعد ایک وہ مسلسل اسے سر پر انرز دیئے چلا جا رہا تھا..... وہ سکتے کے سے عالم میں اسے دیکھے چلی گئی..... وہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو بیٹھا تھا.....
”سرا“

غالباً وہ کنفرم کرنا چاہ رہی تھی کہ ابھی سے چند سیکنڈ پہلے اس نے جو سنا، کیا وہ واقعی درست ہے یا پھر وہ واقعی کسی خواب کا شکار تھی.....
فاخ ایک بار پھر سے اس کی جانب دیکھنے لگا.....
”ہوں؟“

وہ کچھ کہتے کہتے رکی..... اور پھر کچھ کہنے کو لب کھولے ہی تھے کہ فاخ بول پڑا.....
”اوکے..... پکینگ کیلئے آپ کو ٹائم درکار ہے تو آپ ابھی چھٹی لیکر جاسکتی ہیں.....
اپارٹمنٹ اور گاڑی کی چابی آپ کو فرانس سے لوٹتے ہی مل جائے گی.....“
اسے اس کا جواب مل گیا تھا..... یہ واقعی سچ تھا..... اندر ہی اندر وہ خوشی سے پھولے نہ سارہی تھی..... آخر کار اس کی جان چھوٹ جانے والی تھی..... ان ٹیوبز کے چکر میں ادھر ادھر خوار ہونے سے..... اور پھر نیا اپارٹمنٹ..... جس کا کرایہ بھی اسے ادا نہیں کرنا تھا.....
اب وہ اپنے ڈرامے کیلئے ڈبل سیونگ بآسانی کر سکتی تھی.....
”تھینک یو سرا“

ممنون لگا ہوں سے فاخ کی جانب دیکھتی وہ شائستہ لہجے میں بولی تھی..... فاخ صرف اثبات میں سر ہلاتا پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا.....

☆☆☆

جواب کے پہلے روز فاخ نے اس کے کڑے امتحانات لئے اور وہ دل و جاں سے محنت کرتی اس کے تمام امتحانات میں پاس ہوتی چلی گئی..... پچھلا ایک مہینہ اس کیلئے بہت مشکل اور سخت ترین ثابت ہوا تھا..... ایگزامز کی تیاری اور پھر پارٹ ٹائم جاب..... بیچ میں ٹیوب کا خوار کرتا سفر..... ایک پل اس نے سکون کا سانس نہ لیا تھا..... اور اب اسے اپنی محنت کا صلہ ملنے جا رہا تھا..... وہ ایک ہفتے کیلئے فرانس جا رہی تھی..... اسے بچپن سے بہت شوق تھا فرانس جانے کا..... اور اب قدرت کی مہربانی سے وہ اپنا خواب بھی پورا کرنے جا رہی تھی..... اور فرانس سے واپسی پر اسے

فاخ لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا.....
”سرا! سچ“ پکچرز اور پاور پوائنٹ سب کچھ میں نے تیار کر کے اس فلیش ڈرائیو میں سیو کر دیئے ہیں.....“
”تھینکس!“

فاخ لیپ ٹاپ پر سے بنا نظر ہٹائے مصروف انداز میں گویا ہوا تھا.....
آیت کچھ دیر لب بھینچے یونہی کھڑی رہی..... جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو فلیش ڈرائیو پر نظر دوڑاتا، آیت کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا.....
”مس آیت! ایک ہی مہینے میں آپ نے سب کچھ بہت اچھے سے ہینڈل کیا ہے.....
امپرلیو!“

وہ اس کی تعریف کر رہا تھا مگر اس قدر سنجیدگی سے..... کتنا کھڑوس تھا..... آیت نے اس پورے مہینے میں ایک بار بھی اسے مسکراتے ہرگز نہ دیکھا تھا.....
”تھینک یو سرا“

وہ دھیمے سے بولی.....
”آپ کے ایگزامز بھی ہو چکے..... اب آپ پارٹ ٹائم کے بجائے 24/7 اس کمپنی کیلئے موجود رہیں گی.....“
”لیس سرا!“

”ہوں..... آپ نے بہت کم عرصہ میں بہت اچھے طریقے سے پورے کام کو سنبھالا ہے..... اگر اس کارپورائڈ آپ کو نہ دیا جائے تو یہ سراسر آپ کے ساتھ زیادتی ہوگی.....“
وہ تذبذب کے عالم میں اس کی جانب دیکھنے لگی تھی.....

”آج سے آپ ایگزیکٹو اسٹنٹ ہیں..... اور آپ کی بہترین کارکردگی کی بناء پر کمپنی کی طرف سے ایک فرنٹڈ اپارٹمنٹ اور ایک کارپورائڈ کی صورت آپ کو دی جائے گی..... آپ جب تک ہماری کمپنی میں رہیں گی..... تب تک آپ اس اپارٹمنٹ اور کار کو اپنے استعمال میں رکھ سکتی ہیں.....“

اسے ایسا لگا جیسے وہ کوئی خوبصورت خواب دیکھ رہی ہے..... اسے اپنی سماعت پر یقین نہ آیا.....

”اور مار..... کل ہم لوگ کانفرنس کیلئے فرانس روانہ ہونے والے ہیں..... آج رات

نیا اپارٹمنٹ اور ایک کار بھی ملنے والی تھی۔ وہ بہت خوش تھی..... چھ مہینے بعد آج وہ پہلی بار خوش تھی..... جب تک زمرے اس کی زندگی میں رہا اسے ذہنی مریضہ بنائے رکھا..... ایک پل کی خوشی میسر نہیں آئی..... جھوٹی محبت، جھوٹا انتظار، جھوٹی تسلیاں، بھیا تک خواب تھا وہ..... جسے وہ اب ایک پل کیلئے بھی محسوس ہرگز نہیں کرنا چاہتی تھی..... اس نے خوشی خوشی اپنا بیگ پیک کیا اور پھر ٹہلتی ہوئی ٹیرس پر چلی آئی..... دورانِ سفر پر نظر دوڑاتی وہ لمبی لمبی سانس کھینچنے لگی.....

”پھول حاصل کرنے کیلئے کانٹوں سے دامن بچانا ضروری ہوتا ہے.....“

اس نے من ہی من کہا..... وہ ٹیرس میں کھڑی خوبصورت آسمان کا نظارہ کر رہی تھی..... ”کوئی بیج اچانک چھلانگ لگا کر درخت نہیں بن جاتا..... اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی بھی شخص اچانک چھلانگ لگا کر اپنی منزل حاصل کر لے..... بہت کچھ سہنا پڑتا ہے..... دان کرنا پڑتا ہے..... محرومیاں سہنی پڑتی ہیں..... امتحانات دینے پڑتے ہیں۔ تب جا کر منزل ملا کرتی ہے.....“

اس نے ایک اور لمبی گہری سانس لی اور پھر دھیمے سے مسکرا دی۔

”وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ بدل جاتا ہے..... لوگ بھی..... رشتے بھی..... احساس بھی..... اور کبھی کبھی ہم خود بھی.....“

ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ..... وقت کے ساتھ ساتھ سب کچھ بدل ہی جایا کرتا ہے..... جن لوگوں کو اللہ نے بلند درجے دینے ہوتے ہیں ناں..... ان کی آزمائش بھی بہت سخت ہوا کرتی ہے.....

☆☆☆

اگلی صبح کمپنی کی گاڑی اسے پک کرنے آئی تھی..... ٹھیک آٹھ بجے وہ ایئر پورٹ پر موجود تھی..... فاح اپنا بیگ لئے اس کے قریب آکھڑا ہوا..... آیت متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی.....

”سر! باقی ٹیم؟“

”ٹیم؟“

فاح نے بھنویں اچھ کائیں..... آیت تذبذب کے عالم میں بولی۔

”ہمارے آفس کی ٹیم جو کانفرنس پر جانے والی ہے؟“

”ٹیم میں صرف تم اور میں شامل ہیں..... کانفرنس میں پورے آفس کو اٹھا کر نہیں لے کر

جایا جاتا.....“

وہ گہری سنجیدگی سے گویا ہوا..... آیت حیرانگی سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

”صرف ہم دونوں؟“

اس نے من ہی من میں سوچا..... اب کے وہ پریشانی سے اپنے لب کاٹنے لگی..... فاح

اسی کی جانب دیکھ رہا تھا.....

”اپنی پرابلم؟“

وہ پوچھ رہا تھا.....

”نن..... نو سر!“

وہ برجستہ بولی..... مگر اس کے اندر اک جنگ چھڑ چکی تھی.....

وہ اپنے باس کے ساتھ اکیلی فرانس جا رہی تھی..... ایک عجیب سی کیفیت نے اسے آن گہرا تھا..... وہ تذبذب کے عالم میں فاح کی جانب دیکھتی اپنے لب بھینچ کر رہ گئی..... وہ اس وقت اس کے آفس کی ایگزیکٹو اسسٹنٹ تھی اور اس پوسٹ کے ناطے اس وقت اسی کا ہی اپنے باس کے ساتھ اس کانفرنس میں جانا بے حد ضروری تھا..... آخری لمحوں میں وہ انکار بھی نہ کر پائی..... اور من ہی من میں جھگڑتی جھگڑتی فرانس پہنچ گئی..... ایک خوبصورت ہوٹل کا خوبصورت ترین روم داد بھری نگاہوں سے دیکھتی وہ اپنا بیگ زمین پر رکھنے لگی..... کس قدر خوبصورت روم تھا..... وہ دیکھتے ہی نہال ہو گئی..... زمرے جب سے اس کی زندگی سے بے دخل ہوا تھا۔ تب سے وہ اپنی زندگی جینے لگی تھی..... اب اسے ذہنی مریضہ بنانے والا اس کی زندگی میں کوئی نہ تھا..... وہ خوش رہنے لگی تھی..... اس کی اداس آنکھیں دھیرے دھیرے چمکنے لگی تھیں..... کانفرنس اگلے دن تھی..... وہ دونوں ایک دن پہلے ہی فرانس چلے گئے تھے..... فاح کو کچھ کام نٹانے تھے..... تبھی وہ ایک دن پہلے وہاں جا پہنچا تھا..... وقت اور زبان کا پابند تھا..... اسی لئے تو کامیاب اور پرسکون زندگی کا مالک تھا.....

ڈنر کے وقت وہ خوبصورت بلیک سوٹ میں ملبوس، بالوں کو ڈھلی سی چوٹی میں قید کئے ڈائینگ ایریا میں موجود تھی..... فاح پہلی بار خاکی پینٹ اور ٹائٹ بلیک شرٹ میں ملبوس اپنی وجاہت سے بھرپور پرسنالٹی سمیت اسے ایک ٹیبل پر بیٹھا دیکھائی دیا تھا..... اس نے ہمیشہ اسے سوٹ بوٹ میں ملبوس دیکھا تھا..... مگر آج وہ بہت الگ لگا رہا تھا..... اسے دیکھتے ہی پہلے دن کی طرح ہمیشہ اس کی سیٹی گم ہو جایا کرتی..... ابھی بھی وہ اسے سامنے پاتے ہی نروس ہو چکی تھی..... وہ ٹیبل پر سر جھکائے موبائل پر کسی کو میسج کرنے میں مصروف تھا..... آیت دھیرے

دھیرے چلتی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی.....

قدموں کی چاپ سنتے ہی فاسخ نے نظریں اٹھا کر اپنے سامنے نروس کھڑی اس پری زاد کی جانب دیکھا.....

”بیٹھے.....“

وہ گہری سنجیدگی سے بولا..... آیت جھٹ سے بیٹھ گئی.....

”آپ ہمیشہ اتنی نروس کیوں رہتی ہیں؟“

اس نے پوچھا..... وہ لب بھینچنے لگی.....

”نہیں..... ایسا نہیں ہے.....“

”ہوں.....“

وہ اتنا بے وقوف تو نہیں تھا جو اس سے یہ سوال پوچھتا..... آخر کار اس کا باس تھا..... اور سبھی لوگ اپنے باس کے سامنے نروس ہی رہا کرتے ہیں..... مگر اس نے جان بوجھ کر پوچھا تھا..... آیت کی پرسنالٹی، خاموشی، گہری خاموش آنکھیں پہلے دن سے اپنی بیتی داستان سناتی چلی آئی تھیں..... مگر اس نے کبھی پوچھنے کی زحمت ہی نہ کی..... افسر آل اس کا ان سب چیزوں سے کوئی تعلق نہ تھا..... مگر اب اس لمحے اس وقت اسے صرف اسی کی کمپنی میسر تھی..... اسی لئے وہ پوچھے بنا رہ نہ سکا.....

”اتنی خاموشی صحت کیلئے اچھی نہیں ہوتی.....“

وہ اپنی ڈراک براؤن آنکھوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا..... آیت ذرا کی ذرا نظریں اٹھا کر پھر سے نظروں کا زاویہ بدل کر بولی.....

”خاموشی میں ہی راحت ہوتی ہے سر! لفظوں کا سفر انسان کو تھکا دیتا ہے.....“

پہلے سوال پر ہی وہ اسے لا جواب کر گئی تھی..... وہ گہری خاموشی سے اس کی جانب دیکھنے لگا تھا..... کتنی تپش تھی اس کی آنکھوں میں..... آیت اس کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھتے ہی مزید گھبراہٹ کا شکار ہو گئی تھی.....

”بہت..... گہری باتیں کرتی ہو.....“

وہ گھبراہٹ کے عالم میں دھیمے سے مسکرا دی.....

کوئی تو حیات ہے دل میں اور اتنی گہری ہے تیری ہنسی تیری آنکھوں تک نہیں پہنچی

فاسخ نے محسوس کیا تھا..... وہ مسکرائی تھی..... مگر صرف لبوں سے.....

آنکھوں میں سناٹا تھا..... گہرا سناٹا.....

فاسخ نے زیادہ کریدنے کی کوشش نہ کی۔ ڈنر کرتے ہی وہ دونوں اپنے اپنے روم میں چلے گئے..... اگلی صبح گیارہ بجے کانفرنس تھی..... مسٹر سمٹھ، مسٹر تھامس، مسٹر بروٹ، مسٹر یوشونیک اور مسٹر یوگ کے ساتھ فاسخ بیٹھا میٹنگ میں مصروف تھا.....

فائلز میبل پر رکھتے ہی اس نے اپنا پین سنبھالا تھا..... باقی کے تمام CEO'S کے ایگزیکٹو اسٹنٹ جن میں کچھ لڑکیاں تھیں اور کچھ لڑکے پوائنٹس نوٹ کرنے میں مصروف تھے..... دو گھنٹے تک میٹنگ جاری رہی..... اور پھر لنچ بریک ہوتے ہی آیت نے سکون کی سانس لی..... کتنے بڑے بڑے لوگ تھے اس کے ارد گرد..... اس وقت وہ خود کو بہت خاص محسوس کرنے لگی تھی..... دو بجے پھر سے میٹنگ سٹارٹ ہوئی اور شام چار بجے تک چلتی رہی..... پورے ہفتے کا یہی شیڈول تھا..... چار بجے کے بعد وہ آزاد تھی..... فرانس گھومنے کیلئے..... پر وہ اکیلی کیسے جاسکتی تھی..... انجان ملک تھا..... اور پھر فاسخ کی اجازت بھی تو درکار تھی اسے..... وہ جھجکتے ہوئے فاسخ کے روم کے باہر جا کھڑی ہوئی..... دو بار دستک دی.....

”Enter!“

ہمیشہ والا انداز تھا اس کا..... وہ لب بھینچتی، جھجکتی ہوئے دھیرے سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہو گئی..... پورے کمرے میں وہ کہیں دیکھائی نہیں دیا تھا..... کھوجتی نگاہوں سے وہ ارد گرد دیکھتی کمرے کے احاطے میں چلی آئی..... وہ صوفے پر بیٹھا تھا..... گود میں لیپ ٹاپ رکھے وہ ای میلز چیک کرنے میں مصروف تھا..... فاسخ نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا..... سوالیہ نگاہیں خود پر مرکوز دیکھتی وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوئی.....

”سس..... سر!“

”ہاں بولو آیت!“

وہ پھر سے لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جما بیٹھا.....

”سر! میں تھوڑی دیر کیلئے باہر جاسکتی ہوں؟“

”کیوں؟“

وہی مصروف انداز تھا.....

”ویسے ہی..... فارغ بیٹھی ہوں..... سوچا تھوڑا گھوم پھر لوں.....“

وہ جھپکتے ہوئی بولی.....

”نہیں..... آپ یہاں گھومنے کیلئے نہیں آئیں..... کام کیلئے آئی ہیں.....“

دو ٹوک جواب ملا..... مجھے دل سے وہ واپس اپنے کمرے میں چلی آئی.....

”پورا ہفتہ اس کمرے میں بند رہنا پڑے گا مجھے.....“

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنے دل کی بھڑاس نکالی.....

”کتنا کھڑوس ہے..... نہ خود گھومتا ہے..... نہ مجھے کہیں جانے دیتا ہے.....“

لبی سانس کھینچتی وہ میسر پر آکھڑی ہوئی..... خوبصورت نظارہ دیکھتے ہی پل بھر میں اس

کا غصہ اڑن چھو ہوتا دیکھائی دیا تھا.....

”میں اپنا پہلا ڈرامہ یہاں آکر بناؤں گی.....“

اس نے خوشی سے سوچا اور لب بھینچتے ہی بخوشی باہر کا نظارہ کرنے لگی۔

☆☆☆

ڈارک گرین اور لیمن یلو کنفراس سوٹ میں ملبوس، بالوں کو ڈھیلی سی چوٹی میں قید کئے.....

آج وہ پہلے سے ہی ڈائینگ روم میں ایک ٹیبل سلیکٹ کر بیٹھی تھی..... فائخ وائٹ ٹائٹ شرٹ اور

بلیک جیمز میں ملبوس اپنے وجہہ انداز میں چلتا ڈائینگ روم میں آیا تھا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی تھی.....

شاید میو کارڈ پڑھ رہی تھی..... خاصی مصروف تھی..... فائخ ایک اچھتی سی نگاہ اس پر دوڑاتا،

دھیرے سے چلتا اس کے سامنے والی کرسی پر آ بیٹھا تھا..... فائخ کو دیکھتے ہی وہ میو کارڈ چھوڑتی،

سیدھی ہو بیٹھی تھی..... آرڈر کرنے کے بعد وہ دونوں کھانا آنے کا انتظار کرنے لگے تھے..... گہری

خاموشی تھی ان دونوں کے بیچ..... آیت کبھی نظریں گھما کر ارد گرد لوگوں کا جائزہ لیتی تو پھر نظریں جھکا

کر ٹیبل پر مرکوز کر دیتی..... فائخ وقتاً فوقتاً موبائل پر سے نظر ہٹا کر ایک اچھتی سی نگاہ اس کے

خاموش چہرے پر دوڑاتا..... کھانا آچکا تھا..... وہ دونوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے..... اور جب

کھانے سے فارغ ہو چکے تو وہ خاموشی سے ابھی اور اپنے روم میں جانے کیلئے کارڈیور میں چلی

آئی..... وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے کمرے تک پہنچی تھی..... دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ہی تھا

کہ عقب سے فائخ کی آواز اس کی سماعت سے لگرائی.....

”آیت!“

وہ چونکتے ہی پلٹی..... فائخ چلتا ہوا اس کے نزدیک آکھڑا ہوا۔

گہری سنجیدگی سے وہ اس کے خاموش چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔

”اور کوٹ لو اور ویننگ روم میں آ جاؤ..... میں وہیں آ کر تم سے ملتا ہوں.....“

آیت تذبذب کے عالم میں اس کی جانب دیکھنے لگی..... آنکھوں میں سوال تھا..... اور

لبوں پر بھی

”کیوں؟“

”تمہیں سوال پوچھنے کی اجازت نہیں..... آئی ایم یور باس! اور یہ میرا آرڈر ہے.....“

دو ٹوک انداز تھا اس کا..... وہ مڑا اور اپنے کمرے میں داخل ہو گیا.....

آیت تیوری چڑھائے حیرانگی سے اسے اپنی نظروں سے اوجھل ہوتا دیکھتی رہی.....

تھوڑی ہی دیر بعد وہ اور کوٹ پہنے ویننگ ایریا میں موجود تھی..... فائخ پہلے سے ہی

ریسپشن پر کھڑا دیکھائی دیا تھا..... وہ بھی اور کوٹ میں ملبوس تھا..... آیت کو دیکھتا وہ باہر جاتے

راستے کی جانب بڑھ گیا..... آیت بھی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے لپکی..... پارکنگ ایریا میں

ایک بلیک اوڈی کافرٹ ڈور کھولتا وہ حیران کھڑی آیت کی جانب دیکھ کر سنجیدگی سے بولا.....

”بیٹھو!“

وہ لب بھینچتی، بنا سوال کئے اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براہمان ہو گئی..... گاڑی آہستہ

آہستہ رہنمائی ہوئی سڑک کے بیچ و بیچ دوڑتے ہی ایک دم تیزی سے دوڑنے لگی..... وہ مسلسل حیرانگی

کا شکار تھی..... چند ثانیے کی خاموشی کے بعد وہ جھپکتے ہوئے پوچھ ہی بیٹھی.....

”ہم کہاں جا رہے ہیں سر؟“

وہ خاموش رہا..... کوئی جواب نہ دیا..... آیت انسٹ فیل کرتی خاموشی سے باہر دوڑتی

گاڑیوں کے نظارے کرنے لگی..... فائخ وقتاً فوقتاً ایک اچھتی سی نگاہ اپنے بغل میں بیٹھی اس پری

زاد پر دوڑاتا اور پھر سے باہر دوڑتی سڑک پر اپنی ڈارک براؤن خوبصورت آنکھیں مرکوز کر دیتا.....

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں Eiffel Tower کی قریبی مارکیٹ Ruedu Commerce.....

کے پارکنگ ایریا میں موجود تھے..... گاڑی رکستے ہی فائخ اپنی خوبصورت رعب دار آواز میں گویا

ہوا.....

”مجھے یہاں سے کچھ شاپنگ کرنی ہے..... تم بھی گھومنا چاہتی تھیں۔ اس سے بہتر جگہ

گھومنے کیلئے اور کہیں نہیں.....“

وہ اپنے انداز میں کہتا گاڑی کا دروازہ کھولتا، گاڑی سے باہر نکل کھڑا ہوا..... آیت پہلے

حیران ہوئی اور پھر زیر لب مسکراتی گاڑی سے باہر نکلنے لگی..... وہ دونوں پارکنگ ایریا سے نکل کر

اس بے انتہا خوبصورت گلی میں چلنے لگے..... رات کا سماں تھا اور ہر طرف چکا چوند روشنی کے تفتے جڑے نظر آ رہے تھے..... وہ خوشی سے ارد گرد کا نظارہ کرتی فاتح کے ساتھ پوری مارکیٹ گھومنے لگی..... قدر آور شیشے کا دروازہ کھولتے وہ دونوں ایک خوبصورت شاپ میں داخل ہو گئے..... وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی..... وہاں سے تھوڑی شاپنگ کرنے کے بعد فاتح اس شاپ سے باہر نکل آیا..... آیت نے کچھ نہیں خریدا تھا..... پھر وہ دونوں ایک خوبصورت جیولری شاپ میں داخل ہو گئے..... فاتح ایک پرل کا سیٹ ہاتھ میں لئے اس کی ڈیٹیل معلوم کر رہا تھا..... آیت شوکیس میں پڑی خوبصورت ڈائمنڈ رنگز کی جانب دیکھنے لگی.....

”منہ دیکھائی میں تمہیں ڈائمنڈ رنگ دوں گا.....“

زمرے کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی..... وہ ایک دم اداس سی ہو گئی۔ آنکھوں میں ایک دم نمی سی بھر آئی تھی..... اس نے وہاں سے بھی کچھ نہ خریدا جبکہ فاتح نے ایک پرل سیٹ خریدا تھا..... پھر وہ دونوں ایک سے دوسری شاپ میں داخل ہوتے رہے..... فاتح نے اچھی خاصی شاپنگ کر ڈالی..... اب وہ دونوں واپس پارکنگ ایریا میں چلے آئے تھے..... فاتح نے سارا سامان گاڑی کی پچھلی سیٹس پر رکھا اور دروازہ بند کرتا آیت کی جانب دیکھنے لگا..... وہ خاموشی سے ارد گرد کا نظارہ کر رہی تھی..... اس کی آنکھوں میں اداسی تھی..... فاتح نے محسوس کیا اور دھیسے سے گویا ہوا.....

”اچھی ہوا چل رہی ہے..... اس طرف چلتے ہیں.....“

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ایک اور حکم دے ڈالا.....

وہ خاموشی سے اس کے ساتھ دائیں جانب چل دی..... بارش تھوڑی دیر پہلے ہی تھی تھی..... وہ دونوں قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے آگے کی جانب بڑھ رہے تھے..... دونوں میں گہری خاموشی تھی..... اور پھر گلی مڑتے ہی دور سے اسے Eiffel Tower کا آدھا حصہ نظر آیا..... وہ پہلے چونکی اور پھر خوشی سے منہ پر ہاتھ رکھے اپنی حیرانگی کا اظہار کرنے لگی.....

”Oh my God!“

فاتح چلتے چلتے ایک دم سے رکا..... آئفل ٹاور پر ایک اچھٹی سی نگاہ دوڑاتا اب وہ آیت کی جانب دیکھنے لگا تھا.....

”سر! یہ آئفل ٹاور ہے نا؟“

وہ کفرم کرنے لگی.....

”ہاں.....“

اس نے سنجیدگی سے کہا.....

”اوہ مائے گاڈ! آئی کانت بلیو دس.....“

وہ مسلسل اپنی خوشی اور حیرانگی کا اظہار کرنے لگی تھی..... فاتح ہمیشہ کی طرح گہری سنجیدگی

چہرے پر سجائے اسی کی جانب دیکھ کر بولا.....

”کبھی کبھی تمہارے اندر کسی کی روح گھس جاتی ہے.....“

وہ اب چپکتی آنکھوں سے فاتح کی جانب دیکھنے لگی.....

”کس کی؟“

وہ پوچھ رہی تھی..... فاتح لمبی سانس کھینچتا گہری سنجیدگی سے بولا.....

”اندر جانا چاہتی ہو؟“

وہ اس کا سوال انور کئے اپنا سوال پوچھنے لگا..... خوشی کے عالم میں وہ بے ساختہ اثبات

میں سر ہلانے لگی.....

”یس!“

”ہوں..... چلو!“

وہ آگے کی جانب چل دیا..... آیت کو اپنی بصارت پر یقین نہ آ رہا تھا..... تبھی وہ بار بار آنکھیں جھپکائے آئفل ٹاور کی جانب دیکھتی اس کے مزید قریب بڑھنے لگی..... تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں گیٹ پار کرتے آئفل ٹاور کے بالکل نزدیک آکھڑے ہوئے تھے..... کس قدر خوبصورت ٹاور تھا..... محبت سے گندھا ٹاور پیار کرنے والوں کی نشانی تھی..... وہ آنکھیں جھپکتی سپاٹ چہرے سے آئفل ٹاور کی جانب دیکھنے لگی.....

”زمرے! ہم شادی کے بعد آئفل ٹاور ضرور جائیں گے.....“

اس کی خود کی کھنکھتی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی..... اور پھر اس بے وفا کی آواز.....

”ہاں..... ضرور..... جہاں تم کہو گی..... ہم وہیں جائیں گے..... خوش؟“

اس نے گہری لمبی سانس کھینچی اور پھر آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلتی وہ پلٹی اور پیچھے کھڑے فاتح کی جانب دیکھنے لگی..... اس کی نظریں آئفل ٹاور پر مرکوز تھیں..... وہ وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھا..... آیت چلتی ہوئی اس کے نزدیک جا کھڑی ہوئی.....

”سر!“

اس نے شاید سنا نہیں..... تبھی وہ گم سم کھڑا آئفل ٹاور کو تکتا رہا..... آیت اس کی جانب

دیکھتی اپنے لب بھینچنے لگی تھی..... تھوڑی دیر وہ یونہی خاموش کھڑی رہی..... پھر مڑ کر ایک بار پھر سے اس خوبصورت ناؤ کی جانب دیکھنے لگی..... بوند باندی پھر سے شروع ہو گئی تھی..... آیت بوند باندی کا مزہ لیتی ہاتھ آگے بڑھا کر بارش کا کھلے دل سے استقبال کرنے لگی..... اسے بارش بہت پسند تھی..... بچپن سے..... بارش کی بوندیں ٹپکتی دیکھ وہ خوشی سے جھوم اٹھی..... آج بہت عرصہ بعد وہ ایک بار پھر سے بارش کو انجوائے کرنے لگی..... بارش میں تھوڑی تیزی آئی تو اپنی جگہ سم گھڑا فافخ ایک دم چونکا اور اپنی اصلی دنیا میں واپس آیا..... اس نے کھوجتی نگاہوں سے آیت کو ڈھونڈنے کی کوشش کی..... وہ اسے کہیں نظر نہ آئی..... وہ تیزی سے آگے بڑھا..... تھوڑے ہی فاصلے پر وہ دونوں ہاتھ پھیلائے مزے سے بارش کا استقبال کرتی دیکھائی دی..... فافخ حیرانگی سے اس کی جانب دیکھنے لگا..... بارش سے اٹھلاتی وہ زیر لب مسکرا رہی تھی..... چند قدم کے فاصلے پر کھڑا فافخ بنا پلکیں جھپکائے اس بھیکتی پری زاد کی جانب تکتا چلا گیا..... وہ اس پل بہت خوبصورت لگ رہی تھی..... فافخ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آکھڑا ہوا..... بارش سے کھیلی وہ فافخ پر نظر پڑتے ہی ایک دم بت بن کھڑی ہوئی..... اس کی آنکھوں میں کچھ تھا..... گہری تپش..... جو وہ اکثر محسوس کیا کرتی..... وہ چلتا ہوا اس سے دو قدم فاصلے پر آکھڑا ہوا تھا..... آیت لب بھینچنے اس کے بھیکتے چہرے کی جانب دیکھنے لگی..... گہری ڈارک براؤن آنکھیں اس کے بھیکتے چہرے کا طواف کر رہی تھیں..... اب کے وہ گھمبیر آواز میں گویا ہوا.....

”کہاں سے سیکھی ہیں تم نے یہ حرکتیں؟“

وہ پوچھ رہا تھا..... آیت تذبذب کا شکار تھی.....

”سک..... کوئی..... حر..... کتیں؟“

وہ رکتے رکتے پوچھنے لگی.....

”یہ جو تم ہر وقت کرتی رہتی ہو.....“

”کیا؟“

وہ خاموشی سے اس کی جانب تکتا رہا..... پھر لمبی سانس کھینچتا، آنکھیں میچتا تیز تیز قدم

اٹھاتا آگے کی جانب بڑھتے ہی بولا.....

”چلو..... بارش تیزی ہو جائیگی.....“

آیت وہیں کھڑی لب بھینچنے لگی اور پھر تقریباً دوڑتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے جانے

لگی.....

گاڑی میں بیٹھتے ہی فافخ کا موبائل بجنے لگا تھا..... نمبر پر نگاہ دوڑاتا وہ کال رسیو کئے موبائل کان سے لگاتے ہی خوشگوار لہجے میں گویا ہوا.....

“Hey Baby Girl! How are you?”

“I'm Good! Guess what dady?”

گہری خاموشی میں ایئر پیسکر سے ابھرتی ننھی پری کی آواز آیت کے کانوں سے بھی ٹکرائی تھی..... فافخ کا لہجہ خوشگوار تھا.....

“What's that Precious?.....”

آیت لمبی سانس کھینچتی اپنا دھیان اس کے فون سے ابھرتی آواز سے ہٹاتی باہر کا نظارہ کرنے لگی..... اگلے ہی لمحے فافخ کی خوشگوار آواز مزید خوشگوار ہوتی محسوس ہوئی..... آیت نے گردن گھما کر بغل میں بیٹھے فافخ کی جانب دیکھا..... وہ مسکرا رہا تھا..... آیت حیرانگی سے اس کی جانب دیکھنے لگی..... آج پہلی بار وہ اسے مسکراتا دیکھائی دیا تھا..... کس قدر خوبصورت مسکراہٹ تھی اس کی..... آیت دیکھتے ہی اس کی مسکراہٹ میں کھوسی گئی..... فون بند ہونے کو تھا شاید..... فافخ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا.....

“I love you too Princecs”

اور پھر وہ موبائل ڈش بورڈ پر رکھتا چمکتی آنکھوں سے آیت کی جانب دیکھنے لگا.....

”آں..... مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے.....“

آیت بنا کچھ بولے سوالیہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر سے مارکیٹ کے اندر موجود تھے..... سکڈز فیشن ویئر ایریا

میں جاتے ہی فافخ نے چار سالہ بچی کے کپڑوں کا جائزہ لیتے ہوئے آیت کو مخاطب کیا تھا.....

”میں نے کتنی بار فایونہ کیلئے شاپنگ کی..... مگر اسے کبھی میری کی گئی شاپنگ

پسند نہیں آئی.....“

”فایونہ“ آپ کی بیٹی ہے؟“

”ہوں..... چار سال کی ہے..... مگر خڑے آسمانوں کو چھوتے ہیں..... بڑی مشکل سے

اسے کوئی بھی چیز پسند آتی ہے..... بہت سلکیو ہے..... جسٹ لائک ہر مدر!“

جملہ مکمل کرتے ہی ایک لمحے کیلئے ایک اداسی کی لہر اس کے چہرے پر دوڑی اور اگلے ہی

پل گہری سنجیدگی سے کپڑوں کا جائزہ لینے لگا۔

”تم چوز کرو..... اسے پنک کمر بہت پسند ہے..... شاید تمہاری چوئس اسے پسند آجائے.....“

آیت لب بھینچتی کپڑے سلیکٹ کرنے لگی..... چار سے پانچ خوبصورت ننھی پریوں کے فراک سلیکٹ کرتی وہ خاموش کھڑے فاخت کی جانب بڑھی.....

”سر! مجھے اندازہ تو نہیں مگر شاید فایونہ کو یہ ڈریسز بہت پسند آئیں.....“

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی..... اثبات میں سر ہلاتا فاخت کاؤنٹر پر پے منٹ کرنے لگا..... وہ دونوں ایک بار پھر سے گاڑی میں سوار ہو گئے..... گاڑی اب برستی بارش میں سڑک پر رواں دواں تھی..... آیت گاہے بگاہے گاڑی ڈرائیو کرتے فاخت کی جانب دیکھتی..... وہ گہری سنجیدگی سے گاڑی ڈرائیو کرنے میں مصروف تھا..... آیت کی ہمت نہ ہوئی..... کوئی بھی سوال پوچھنے کی..... تبھی وہ خاموشی سے لب بھینچتی باہر دوڑتی گاڑیوں کی جانب دیکھنے لگی.....

☆☆☆

اگلے دن کانفرنس کے دوران آیت کی طبیعت ناساز معلوم پڑ رہی تھی..... فاخت کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام لوگوں نے اس کی طبیعت کی ناسازی واضح طور پر محسوس کی تھی..... لانچ بریک ہوتے ہی فاخت نے اسے آرام کرنے کی غرض سے اپنے روم میں جانے کا آرڈر دے ڈالا..... تبھی فائلز سینے سے لگائے دھیمے سے گویا ہوئی.....

”نوسر! میں ٹھیک ہوں.....“

”میں نے کہا ناں..... کوئی یور روم اینڈ ٹیک ریٹ!“

اس قدر رعب سے کہا گیا تھا..... آیت مزید بحث کر ہی نہ سکی..... اور فائلز فاخت کو تھماتی اپنے روم میں چلی آئی..... رات بارش سے بھیگ جانے کے باعث اس کی طبیعت تھوڑی ناساز ہو چکی تھی..... وہ روم میں آتے ہی گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی..... دن رات میں ڈھل چکا تھا..... وہ ابھی بھی بے خبر نیند کی وادیوں میں گم تھی..... دروازے پر ہلکی سی دستک سنائی دی..... وہ بے خب سوتی رہی..... پھر سے دستک ہوئی..... اور پھر تیسری دستک کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہو گیا..... آیت بیڈ پر کروٹ بدلے بے خبر سو رہی تھی..... فاخت دور کھڑا اسے بیڈ پر سوتے دیکھتا رہا..... پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ چلتے ہوئے اس کے نزدیک آکھڑا ہوا..... آیت کی رنگت پیلی ہوتی محسوس ہو رہی تھی..... وہ حیرانگی سے اس کے چہرے کی جانب دیکھنے لگا..... ہاتھ بڑھا کر اس کا ماتھا چھونا چاہا..... پھر ہاتھ بڑھاتے بڑھاتے وہ وہیں پر رک سا گیا..... وہ نیند میں اوجھلے

لگی..... غالباً بخار اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا..... فاخت نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کی پیشانی چھو لی..... اس کا ماتھا تپ رہا تھا..... فاخت لمبے بھر کیلئے پریشان ہوا.....

”اسے تو سخت بخار ہے.....“

اس نے من ہی من میں کہا..... اب وہ لمبی سانس کھینچتا سیدھا ہو کھڑا ہوا.....

”کیسے جگاؤں اسے.....“

وہ اس کی جانب دیکھتا سوچنے لگا.....

آیت کسمسا کر کروٹ بدل گئی..... سائیڈ ٹیبل پر الارم رکھا تھا..... فاخت نے الارم اٹھایا اور اس پر ٹائم سیٹ کرنے لگا.....

ٹائم سیٹ کرتے ہی اس نے الارم واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا..... چند لمحوں بعد الارم بج اٹھا..... فل زور و شور سے..... آیت نے ایک جھر جھری لی..... اور پھر ماتھے پر کئی شکنیں نمودار ہوئیں..... چند لمحوں بعد وہ کسمساتی ہوئی پھر سے کروٹ بدلنے لگی..... فاخت چند قدم کے فاصلے پر کھڑا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا.....

آیت نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر مارتے ہوئے الارم کو ٹولا..... اس کا سر شدید درد کا شکار ہو چکا تھا..... آہستگی سے آنکھیں کھولتی وہ خشک لبوں کو تر کرتی الارم کی جانب دیکھنے لگی..... اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا..... نظریں گھما کر سائیڈ میں دیکھا..... وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا..... پہلے آیت کو اپنا واہمہ لگا.....

”آیت!“

فاخت کی آواز اس کی سماعت سے لکرائی تھی..... آواز سننے ہی اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے فل کھلیں..... اس نے فوراً گردن گھما کر سائیڈ پر کھڑے فاخت کی جانب دیکھا..... اور پھر اگلے ہی لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی..... ایسے جیسے بیڈ میں کسی نے الیکٹرک شاک چھوڑ دیا ہو..... وہ حیران نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

”سر!“

”تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے..... اٹھ کر فریش ہو جاؤ..... ہم ڈاکٹر کے پاس جانے والے ہیں.....“

اس نے بارعب آواز میں حکم سنایا..... وہ نفی میں سر ہلاتی بولی.....

”نوسر! میں ٹھیک ہوں.....“

”تم ایک بار میں بات مانتی کیوں نہیں ہو؟“

وہ خاموش ہو بیٹھی۔

”فوراً فریش ہو کر باہر آ جاؤ۔۔۔۔۔ میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔“

”لیکن!“

”فوراً“

وہ حکم سنا تا تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

آیت لب بھینچے لمبی سانس کھینچتی اپنا سہا م بیٹھی۔۔۔۔۔

اگلے پندرہ منٹوں میں وہ فریش ہو کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ کمرے سے باہر ہو

کھڑا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کا باس تھا۔۔۔۔۔ اور اسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔ آیت تجلی سی دیکھائی دی۔۔۔۔۔

خاموشی سے اس کی بغل میں چلتی لفٹ میں آ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ بخار اس قدر تھا کہ لفٹ میں آتے ہو

اسے چکر آتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ وہ لڑکھاتی گرتے گرتے بچی۔۔۔۔۔ فاسخ نے اسے تھام لیا تھا۔۔۔۔۔ وہ

اس وقت اپنے دونوں بازوؤں سے اسے تھامے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ نظریں ملتے ہی ایک عجیب سی کیفیت

اس پر طاری ہونے لگی۔۔۔۔۔ اس نے جلدی سے خود کو اس کی بازوؤں سے آزاد کرایا اور دونوں

بازوؤں سینے پر باندھے سامنے لفٹ کے بند دروازے کی جانب گھورنے لگی۔۔۔۔۔ فاسخ بھی لمبی

سانس کھینچتا سینہ تھا ہو کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔ پھر دھیرے دھیرے اس کے پیچھے چلتی وہ پارکنگ ایریا میں

چلی آئی۔۔۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس پر غنودگی طاری ہونے لگی۔۔۔۔۔ صبح سے کچھ کھایا بھی نہ تھا۔۔۔۔۔ اور

بخار تھا کہ پورے زور سے اس پر حملہ کئے ہوئے تھا۔۔۔۔۔ اسے سب کچھ دھندلاتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔

دھندلاتے دھندلاتے سب کچھ تاریکی میں بدل گیا۔۔۔۔۔ اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔۔

☆☆☆

میں سجدوں میں تیری عافیت کی دعا مانگتی ہوں

سنا ہے خدا بے وفاؤں کو معاف نہیں کرتا

ابھرتے ہوئے سورج کی دھندلائی ہوئی، بکھرتی ہوئی پیلی کرنیں یورش کرتی ہوئیں

کمرے کے اندر بڑھی ہی چلی آ رہی تھیں۔۔۔۔۔ اس روشنی کی طرف منہ کئے کوئی کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اس

کھڑے ہوئے جسم سے کرنیں اس طرح آر پار ہو رہی تھیں۔ جیسے وہ جسم شیشے کا ہو۔۔۔۔۔ اس پر پردہ

پڑا ہو۔۔۔۔۔ روشنی اور شیشے کے اس منظر سے اس کے دل پر ہیبت طاری ہونے لگی۔۔۔۔۔ پھر آہستہ آہستہ

روشنی اور دھند علیحدہ علیحدہ ہونے لگے۔۔۔۔۔ کرنیں ایک گتھا ہوا معین اور محدود راستہ بنانے لگیں۔۔۔۔۔

سورج اور کمرے کے درمیان کھڑا جسم تمام کرنوں کو اپنے جسم میں جذب کرنے لگا۔۔۔۔۔ اس نے اپنی

آنکھوں کے سامنے روشن مجسمے کو گوشت پوست کا انسان بننے دیکھتا۔۔۔۔۔ اس انسان کا جسم، اعضاء

اسے جانے پہچانے لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ایک گہرا لمبا، بہت ہی لمبا سانس لیا۔۔۔۔۔ اس کے

ذہن کی پھانس آہستہ آہستہ نکل رہی تھی۔۔۔۔۔ شعور اور لاشعور کے درمیان والی دیوار ہٹ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے شعوری طور پر جان لیا تھا کہ اسے زمرے کے شعور سے اب پنپنا ہوگا۔ مگر کیسے؟ اس نے

سوچ کے ملک میں اس کا دل تنگ ہونے لگا۔۔۔۔۔ اس کا دم گھٹنے لگا۔۔۔۔۔ اس نے پوری کوشش کی کہ وہ

جانے پہچانے جہاں میں واپس لوٹ آئے۔۔۔۔۔ اسے اپنی کوشش کامیاب ہوتی معلوم ہوئی۔۔۔۔۔

”زمرے!“

دور کہیں ڈوبی ہوئی آواز ابھری تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت بھی غنودگی کا شکار تھی۔۔۔۔۔ اس نے

دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں۔۔۔۔۔

اس نے محسوس کیا۔۔۔۔۔ وہ سامنے کھڑا وجود زمرے کا تو نہیں تھا۔۔۔۔۔ پھر کون تھا وہاں۔۔۔۔۔

اس نے پہچانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

”آیت!“

جانی پہچانی آواز اس کی سماعت سے نکل آئی۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں میچنے لگی۔۔۔۔۔

”آیت!“

پھر سے وہی آواز تھی۔۔۔۔۔ اس نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس بار

دھندلے چھٹے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔ سامنے کھڑا شخص اس بار اسے واضح دیکھائی دینے لگا۔۔۔۔۔ سامنے

فاسخ کھڑا تھا۔۔۔۔۔ آیت نے اپنے لب بھینچنے۔۔۔۔۔

”سرا“

”کیسا فیل کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟“

وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

”فائن۔۔۔۔۔“

وہ اٹھنے لگی۔۔۔۔۔ اس نے محسوس کیا۔۔۔۔۔ وہ ہوٹل میں نہیں تھی۔۔۔۔۔ مگر کہاں تھی۔۔۔۔۔ اس نے

۱۱ ارد گرد نگاہ دوڑائی۔۔۔۔۔

”میں کہاں ہوں؟“

فاسخ دھیمے سے مسکرا دیا۔۔۔۔۔ آج وہ دوسری بار مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

”ہر انسان بے ہوشی سے اٹھنے کے بعد یہی سوال کرتا ہے.....“

آیت حیرانگی سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

”میں بے ہوش ہو گئی تھی!“

”ہاں..... اور اس وقت تم ہسپتال میں ہو.....“

آیت نے لب بھینچے ہی ارد گرد نگاہ دوڑائی..... وہ واقعی ایک ہسپتال کے مہنگے کمرے کے

سٹریچر پر بیٹھی تھی.....

”کیوں؟“

وہ پوچھنے لگی.....

”کیونکہ تمہارا بی پی شوٹ کر گیا تھا.....“

”اوہ.....“

”پورے بارہ گھنٹے بعد تمہیں ہوش آیا ہے.....“

اسے ایک اور دھچکہ لگا.....

”کیا؟“

”ہاں..... تم لڑکیاں بہت لا پرواہ ہوتی ہونا..... ذرا اپنا خیال نہیں رکھتیں..... کل اگر

نام سے دوالے لیتی تو اتنی بری حالت ہرگز نہ ہوتی.....“

وہ جھل سی ہو بیٹھی.....

”آئی ایم سوری سر! میری وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑی.....“

”اٹس اوکے.....“

وہ لب بھینچنے لگی..... اگلے ایک گھنٹے میں اسے ڈسچارج کر دیا گیا..... وہ فاسخ کے ہمراہ

چلتی ہو سہیل کے پارکنگ ایریا میں چلی آئی..... فاسخ آگے چل رہا تھا..... آیت گاڑی سے چند قدم

کے فاصلے پر ہی رک کھڑی ہوئی..... ایک گاڑی ریورس لیتی پیچھے ہٹی..... آیت ٹکراتے ٹکراتے

پکی..... فاسخ نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے تھاما تھا.....

”دیکھائی نہیں دیتا ہے تمہیں..... کہاں گم رہتی ہو؟“

وہ پھنکارا تھا..... آیت گھبرا سی گئی..... اسی لمحے اسے یاد آیا تھا..... آج سے کافی عرصہ

پہلے وہ ٹھیک اسی طرح ایک BMW سے ٹکراتی ٹکراتی پکی تھی..... اور اس گاڑی میں سے نکلنے والا

فاسخ ہی تھا..... یاد آتے ہی وہ بے ساختہ بول پڑی.....

”سرا! آج سے کافی عرصہ پہلے میں آپ کی گاڑی سے بھی ٹکراتی ٹکراتی پکی تھی..... آپ

کو یاد ہے؟“

وہ سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے سنجیدگی سے گویا ہوا.....

”یاد ہے.....“

”آپ کو یاد ہے.....؟ واقعی؟“

اس نے آنکھیں پھلائیں.....

”اس میں کوئی خوشی والی بات ہے جو تم اتنی خوش ہو رہی ہو؟“ اس نے گاڑی سٹارٹ

کرتے ہی کہا..... آیت سیدھی ہو بیٹھی۔

”نہیں..... ویسے ہی.....“

ایک اچھتی سی نگاہ اس پر ڈالتا اب وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا تھا.....

☆☆☆

اگلے تین دن فل بزی گزرے تھے..... آج رات اس ہوٹل کے ڈائیننگ میں ان دونوں

کا آخری ڈنر تھا..... کل صبح کی فلائٹ تھی..... وہ دونوں خاموشی سے ڈنر کرنے میں مصروف تھے.....

آیت خوبصورت کھلتے نارنجی ڈریس میں ملبوس، ہمیشہ کی طرح ڈھیلی سے چٹیا باندھے،

اسے اپنے شوئزر پر آگے کی جانب پھینکے، گہری سبز آنکھوں سمیت بے انتہا سادگی کا مجسمہ بنی نظر لگ

جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی..... چادلوں کی بائٹ لیتا فاسخ وقتاً فوقتاً گہری نگاہوں سے

اس کے خوبصورت چہرے کا دیدار کر رہا تھا..... آیت اس طرح کھانے پر ٹوٹی ہوئی تھی کہ جیسے آج

کے بعد اسے کھانا پھر کبھی نصیب نہیں ہونے والا۔ فاسخ اس کی جانب دیکھتا ہوا گلا کھگارتے ہوئے

دھیمے لہجے میں گویا ہوا تھا.....

”یہ..... زمرے کون ہے؟“

چادلوں سے بھرا چمچ منہ میں جاتے جاتے ایک دم سے رک سا گیا..... چہرے اور

آنکھوں میں بے پناہ حیرت سموئے وہ پھٹی نگاہوں سے فاسخ کی جانب دیکھنے لگی..... وہ اس کی

جانب دیکھ رہا تھا.....

”آ..... آپ..... کک..... کیسے؟“

اس نے اپنا سوال ادھورا چھوڑ دیا..... فاسخ نے گہری لمبی سانس کھینچی اور پھر اپنے ہی

انداز میں گویا ہوا.....

ہو..... مشکلیں ہی انسان کو مضبوط بناتی ہیں۔

اور..... آپ بھی تو بہت سٹرائنگ شخصیت کے مالک ہیں سر!

وہ اب براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی تھی..... وہ نظریں چرا گیا.....

”ہاں..... سٹرائنگ ہونا پڑتا ہے..... اس کے سوا اور کوئی آپشن نہیں ہوتی.....“

وہ تھوڑی دیر کیلئے خاموش ہوا..... پھر سے بولا.....

”سٹرائنگ ہونے کا نسخہ بہت آسان ہے..... بس کرنا کچھ ایسا ہوتا ہے کہ..... جو مل

جائے اس پر شکر کر لو..... جو چھن جائے اس پر افسوس نہ کرو..... جو مانگ لے اسے دو..... جو بھول

جائے اسے بھول جاؤ..... دنیا میں خالی ہاتھ آئے تھے، خالی ہی جانا ہے..... جسے خدا نے ڈھیل دی

ہو اس کا احتساب کبھی نہ کرو..... بس ایک چیز کا دھیان رکھنا چاہئے۔ کسی کو خود نہیں چھوڑنا

چاہئے..... دوسرے کو فیصلے کا موقع دینا چاہئے..... جو چار رہا ہو اسے جانے دو..... لیکن اگر کوئی

واپس آ جائے..... تو اس کیلئے دروازے کھلے رکھو..... یہ اللہ کی سنت ہے.....“

آیت خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

”کبھی کبھی ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ ٹرین چھوٹ جاتی ہے..... ہمارے لئے رکتی نہیں.....

ہم ٹرین سے شکایت تو نہیں کر سکتے ناں کہ وہ ہمارے لئے رکی کیوں نہیں..... ہمیں لئے بغیر چلی

کیوں گئی.....“

فاح نے لمبی سانس کھینچی اور اثبات میں سر ہلاتا اس کی جانب دیکھنے لگا.....

”تو پھر بہتری اسی میں ہے کہ انسان بھولنے والے کو بھلا دے.....“

”میں اب اس کا انتظار نہیں کرتی.....“

اس نے کہتے ہی اپنے لب بھینچ لئے.....

”گڈ!“

وہ گہری سنجیدگی سے بولا.....

ڈنر کے بعد وہ دونوں گارڈن ایریا میں چلے آئے تھے..... بخ ٹھنڈی ہوا چل رہی

تھی..... دونوں ایک ساتھ گارڈن ایریا میں ٹہل رہے تھے۔ آیت وقتاً فوقتاً اپنے لب بھینچ رہی

تھی..... فاح نوٹ کر رہا تھا۔ جب اس بار اس نے اپنے لب بھینچے تو وہ بول پڑا.....

”تمہاری بہت سی عادتیں اور حرکتیں آئندہ سے ملتی ہیں.....“

وہ لب بھینچتے ہی بولی.....

”اس دن بے ہوشی کی حالت میں تم نے یہ نام پکارا تھا.....“

وہ دبی دبی سانس لیتی، لب بھینچتی، چیخ واپس ٹھیل پر رکھتے ہی پانی کا گلاس اٹھاتے

ہوئے بولی.....

”میری زندگی کا ایک بے معنی خواب تھا..... جو آنکھ کھلتے ہی ختم ہو گیا.....

کس قدر درد تھا اس کے لہجے میں، فاح نے محسوس کیا..... چادروں کی بانٹ لیتا وہ پھر

سے پوچھنے لگا.....

”Your Boy Friend?“

”چھی..... مجھے بوائے فرینڈ نام سے ہی نفرت ہے.....“

وہ منہ بناتے ہوئے بولی.....

”پھر؟“

وہ پوچھ رہا تھا.....

”میں اس سے پیار کرتی تھی..... وہ بھی شاید کرتا تھا.....

مگر..... اسے آسمان چھونے کی خواہش تھی..... اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے اس نے

مجھے پیچھے چھوڑ دیا.....“

فاح اس کے لفظوں میں چھپا درد بآسانی محسوس کر سکتا تھا..... تبھی وہ گہری خاموشی سے

اس کے اداس چہرے کی جانب دیکھنے لگا.....

”کچھ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں..... کیونکہ وہ اس کی قیمت دینا نہیں

چاہتے.....“

وہ پھر سے بولی تھی.....

”تبھی میں سوچتا تھا کہ تم اتنی گہری باتیں کر کیسے لیتی ہو؟“

وہ دھیمے لہجے میں بولا..... آیت دھیمے سے مسکرا دی.....

”گہری باتیں کہنے اور سمجھنے کیلئے گہرا ہونا پڑتا ہے سر.....! اور گہرا ہونے کیلئے گہری

چوٹیں کھانی پڑتی ہیں.....“

فاح خاموشی سے اس کا چہرہ تنکے لگا تھا..... پھر بولا.....

”I’ve Never Met A Strong Person with An Easy Past“

”میں بھی کبھی نہیں ملی..... ایک ایسے سٹرائنگ انسان سے جس کا ماضی کبھی آسان رہا

”بہت مضبوط اعصاب کے مالک ہیں آپ.....“

”مضبوط ہونا پڑتا ہے..... جانے والوں کے ساتھ ہم خود بھی مرتو نہیں جایا کرتے.....“

”یو آر رائٹ..... مگر..... میں نے آپ کو بہت کم مسکراتے دیکھا ہے.....“

”تم بھی تو کم مسکراتی ہو.....“

اور پھر وہ دھیمے سے مسکرا دی..... فاسخ گہری نگاہوں سے اس کے مسکراتے چہرے کی جانب دیکھنے لگا..... وہ لب بھینچنے لگی تو فاسخ بول اٹھا.....

”یہ مت کیا کرو.....“

”کیا؟“

وہ پوچھنے لگی.....

”یہی جو ہر وقت کرتی رہتی ہو.....“

”کیا کرتی ہوں؟“

وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگی.....

”لب بانگینگ!“

اس نے گہری سنجیدگی سے کہا..... آیت مسکرا دی.....

”یہ.....؟ یہ تو میری بچپن کی عادت ہے.....“

فاسخ اس بار خاموش رہا..... اور وہ پھر سے مسکرا دی.....

☆☆☆

انسان کو جب بھی کوئی مشکل اور صحیح معنوں میں مشکل درپیش آئے تو وہ فیصلے کی گھڑی ہوتی ہے..... اور یہ گھڑی کسی بھی راہ میں گھڑی ہو سکتی ہے..... ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں سے لیکر بڑے بڑے کارناموں تک فیصلوں کی مدد سے چلتے ہیں، فیصلوں کے دم سے عروج حاصل کرتے ہیں اور فیصلوں کے دم سے ہی زوال..... فیصلے کا لمحہ بڑا مبارک لمحہ ہوتا ہے..... زندگی میں بار بار یہ لمحات نہیں آتے..... صحیح وقت پر مناسب فیصلہ ہی کامیاب زندگی کی علامت ہے..... آیت نے بھی صحیح وقت پر صحیح فیصلہ لیا تھا..... زمرے کو زندگی سے ہمیشہ کیلئے بے دخل کر دینے کا فیصلہ..... ایک فیصلہ اس نے چار سال پہلے کیا تھا..... زمرے کو زندگی کا اہم ترین حصہ بنانے کا..... مگر اس فیصلے نے اسے کتنی تکالیف کا شکار کیا تھا..... اس کا یہ فیصلہ شاید جلدی کا تھا..... بنا سوچے سمجھے وہ اسے اپنی زندگی کا اہم ترین حصہ بنا چکی تھی..... اور اس ایک غلط فیصلے سے متعلق کس قدر اذیت اس کے

”آئینہ؟“

”مائی وائف! کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ اس کی روح تمہارے اندر سرایت کر چکی

ہے.....“

وہ دھیمے سے مسکرایا..... اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی..... آیت نے محسوس کیا..... نظروں کا زاویہ بدلتی وہ پھر سے پوچھنے لگی۔

”سر! ایک بات پوچھوں؟“

”شیوہ!“

”میں نے کئی بار آپ کو آپ کی بیٹی سے بات کرتے دیکھا ہے..... مگر کبھی آپ کو آپ

کی وائف سے بات کرتے نہیں دیکھا.....“

فاسخ نے گہری لمبی سانس کھینچی..... چند ثانیے کی خاموشی کے بعد وہ گہری سنجیدگی سے

بولا.....

”اس سے بات کرنے کا کوئی ذریعہ ہوتا تو ضرور کرتا ہے.....“

”مطلب؟“

وہ براہ راست اس کی جانب دیکھنے لگی تھی.....

”She is no more!“

دور کہیں ڈوبی آواز ابھری تھی..... آیت کے چہرے پر ایک کرہناک اداسی کی لہر دوڑتی

محسوس ہوئی.....

”اوہ..... آئی ایم سو سوری.....“

”اٹس اوکے.....“

وہ لب بھینچے اس کے سامنے آکھڑی ہوئی.....

”یہ سب کیسے ہوا؟“

”فائونڈ کی پیدائش کے دو گھنٹے بعد ہی اس کی ڈیٹھ ہو گئی تھی.....“

”اوہ سیڈ!“

وہ پھر سے لب بھینچنے لگی..... آج اسے احساس ہوا کہ سامنے کھڑا شخص اس قدر سنجیدگی کا

مالک کیونکر تھا..... وہ دکھ سے اس کی جانب دیکھنے لگی.....

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟“

جسے میں آئی تھی..... اس بات کا اندازہ اسے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا..... بہشت یا دوزخ انسان کا مقدر ہے..... لیکن یہ مقدر انسان کے اپنے فیصلے کے اندر پوشیدہ ہوتا ہے..... اور پھر اس نے ایک اور فیصلہ لیا تھا..... اٹل فیصلہ..... زمرے کی زندگی سے نکل جانے کا فیصلہ اور اس فیصلے نے اسے کس قدر سکون مہیا کیا تھا..... اس دن کے بعد اس نے پھر کبھی پلٹ کر بھی زمرے کی جانب نہ دیکھا تھا..... وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے کس حال میں ہے..... وہ اس سے دور رہنا چاہتی تھی..... بہت دور..... جو زخم ناسور بن جائے اسے کاٹ ہی دیا جاتا ہے..... تھوڑی تکلیف ہوتی ہے..... پھر اس روز کی تکلیف سے جان چھوٹ جاتی ہے..... ہمیشہ کیلئے.....

عنوان زندگی پر،

بس اتنا ہی لکھ پائی ہوں.....

بہت کمزور رشتے تھے،

بہت مضبوط لوگوں سے.....!!!

☆☆☆

وہ دونوں لندن واپس لوٹ آئے تھے..... اس ایک ہفتے میں ان دونوں نے زیادہ نہیں، مگر چند اہم باتیں، اک دو بے جاں ضرور لی تھیں..... وہ اب اس کے سامنے زیادہ گہرائی ہوئی نہیں رہتی تھی..... کیونکہ وہ جان چکی تھی کہ بظاہر کھڑوس نظر آنے والا شخص اندر سے کتنا نرم دل انسان ہے..... خیال رکھنے والا..... محبت کی قدر کرنے والا..... محبت سے گندھا شخص.....

جب انسان ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے تو گہری خاموشی سادھ لیتا ہے..... اور خاموش انسان، خاموش پانی کی طرح گہرے ہوتے ہیں..... خاموشی خود ایک راز ہے اور ہر صاحب اسرار خاموش رہنا پسند کرتا ہے۔ وہ دونوں بھی تو خاموش رہا کرتے تھے..... بہت خاموش..... مگر اس گہری خاموشی کے اندر ایک ہچکولے کھاتا طوفان تھا..... گہرا سمندر..... اور یہ گہری خاموشی سادھے انسان ہمیشہ ایسا چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا ہو جو اس گہری خاموشی کے اندر چھپے شور کو سنے..... فاختہ نے آیت کی خاموشی میں چھپا شور پہلے دن سے محسوس کیا تھا..... اور اب آیت بھی فاختہ کی خاموشی کا راز جان گئی تھی..... اسے بھی اس کی خاموشی سنائی دینے لگی تھی..... ان دونوں کے دلوں میں اک دو بے کیلئے محبت کی لو بھڑکنا شروع ہو چکی تھی مگر وہ دونوں ہی اپنی اپنی فیلنگز پر پردہ ڈالنے زندگی کے سفر میں آگے کی جانب بڑھتے چلے گئے.....

کبھی کبھی ہم لوگ اپنی بے لوث محبت اک ایسے شخص پر نچھاور کر دیتے ہیں جو اس کے

قابل تک نہیں ہوتا..... جب قابل ہی نہیں ہوتا تو قدر بھی نہیں کرتا..... پھر ہم تھک جاتے ہیں..... روز روز کی بے قدری سے..... ہم محبت سے منہ پھیر لیتے ہیں یہ سوچ کر کہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں..... پھر جب ہم ایک قدر کرنے والے محبت سے گندھے شخص سے ملتے ہیں تو ہم ایک بار پھر سے محبت کرنے سے ڈرنے لگتے ہیں کہ بچھلی دفعہ کی طرح اس بار بھی بے قدرے نہ ہو جائیں..... یہی خوف آیت کے دل میں بھی گھر کر چکا تھا..... وہ اب محبت کرنے سے ڈرنے لگی تھی..... فاختہ خان اس کے دل پر مسلسل دستک دیئے چلا جا رہا تھا..... مگر وہ دل کا دروازہ کھولنے سے کترانے لگی تھی..... وہ ایک بار پھر سے محبت نہیں کرنا چاہتی تھی..... اور تو اور وہ اس کا ہاس تھا..... وہ اپنے ہاس کی ہمدردی کا ناجائز فائدہ ہرگز نہیں اٹھانا چاہتی تھی.....

لندن لوٹتے ہیں ایک خوبصورت اپارٹمنٹ اور ایک خوبصورت کار اس کی منتظر تھی..... اس نے خوش خوشی شیفنگ شروع کی..... اگلے ایک ہفتے تک وہ شیفنگ میں مصروف رہی..... وقت گزرتا چلا گیا..... اور دیکھتے ہی دیکھتے چار مہینے گزر گئے..... وہ دونوں روز آفس میں اک دو بے جا سامنا کرتے..... چوری چھپے اک دو بے جا دیدار کرتے..... اور اگر کبھی وہ اس کی چوری پکڑ لیتا تو آیت بری طرح گھبرا کر اپنے کام میں مصروف ہو جایا کرتی..... اور اگر کبھی آیت اس کی چوری پکڑ لیتی تو وہ بڑی مہارت سے اپنی چوری چھپا جاتا.....

یہ بات درست ہے کہ زندگی کبھی ایک جیسی ہرگز نہیں رہتی..... مختلف رنگ بدلتی رہتی ہے..... وقت گزرنے کے ساتھ بہت سی ایسی باتیں جو بالکل اہمیت نہیں رکھتیں..... ان کی اہمیت ہو ہی جایا کرتی..... اور وقت کی ایک بات بہت ہی اچھی ہے..... جیسا بھی ہو..... گزر ہی جاتا ہے.....

جذبے سچے ہوں، تو سچی محبت مل ہی جاتی ہے

خدا خود ہی سن لیتا ہے، خاموش دلوں کی التجائیں

☆☆☆

موسم بدل رہا تھا..... سنو فال شروع ہو چکی تھی..... سردی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہڈیوں تک کو ٹھنڈ کرنے لگی تھی..... وہ رات اچھی بھلی سوئی تھی..... مگر صبح اٹھتے ہی اسے اپنے سر میں شدید تکلیف کا احساس ہوا تھا..... گلے میں بھی تکلیف تھی..... ناک بھی بند محسوس ہونے لگی..... پورے جسم میں عجیب سی تکلیف محسوس ہونے لگی..... اس نے اٹھنے کی کوشش کی..... اور گلے ہی لمحے وہ سر تھمتی واپس بیڈ پر دھپ سے بیٹھ گئی.....

”اوہ گاڈ!“

بے چینی کی حالت میں وہ اپنا سر دبانے لگی تھی..... اگلے ہی لمحے اس نے ایک زوردار چھینک ماری..... اور ساتھ ہی آنکھوں، ناک سے گرم پانی بہنے لگا..... وہ دھیرے سے اٹھی اور پکن میں چلی آئی..... دودھ گرم کرتے ہی وہ دوا اور دودھ کا گلاس تھامے لاؤنج میں چلی آئی..... دوا تو کھائی، مگر آفس جانے کی ہمت نہ ہوئی..... اس نے کال کر کے ریسپشن پر اپنے نہ آنے کی وجہ بتائی اور دو دن کی چھٹی کی درخواست کر ڈالی.....

اب وہ پچھلے دو دنوں سے آفس نہیں جا رہی تھی..... اس کی طبیعت میں پہلے سے قدرے سدھار آچکا تھا مگر ابھی بھی اسے تھوڑی کمزوری محسوس ہو رہی تھی..... گھڑی رات کے گیارہ بج رہی تھی..... آیت اپنے لمبے گھنے خوبصورت بالوں کو میسی جوڑے میں باندھے ہوئے تھی..... جس کی چند لٹیں اٹھلاتی کھلکھلاتی، آزادانہ اس کے چہرے پر جھومتی دکھائی دے رہی تھیں..... کھلا پاجامہ اور ڈھیلی ڈھالی نائٹ شرٹ میں ملبوس وہ رف حلیے میں بیٹھی ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھنے میں مصروف تھی..... اطلاعی ٹیل بجی تھی..... وہ میوٹ سے ٹی وی کا ولیم کم کرتی، بلیک ویلوٹ کی شال لپیٹتی اٹھی اور تیزی سے باہر کے دروازے کی جانب بڑھی.....

”Who is this?”

اس نے پوچھا تھا.....

”Me Fasikh!”

جانی پچانی آواز ابھری.....

”What?”

آیت نے من ہی من میں حیرانگی کا اظہار کیا..... لب بھینچے وہ پریشانی سے اپنے سر اپنے پر نظر دوڑانے لگی.....

”سر! اس وقت یہاں.....؟ کیا کروں.....؟“

”آیت! ڈونٹ وری، جانتا ہوں تم رف حلیے میں ہو..... کوئی بات نہیں..... دروازہ

کھولو.....“

وہ تیوری چڑھانے لگی..... لپکتے ہی دروازہ کھول دیا..... وہ سامنے پھولوں کا گلدستہ اور ایک بڑا سا خوبصورت بکس تھامے، گہری سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھنے لگا.....

”Hi!”

آیت نے جھپکتے ہوئے کہا.....

”Hi!”

فاخ نے جواب دیا..... وہ اس وقت گرے پینٹ اور بلیک اوور کوٹ میں ملبوس تھا.....

”اندر آنے کو نہیں کہو گی؟“

وہ پوچھنے لگا.....

”آ..... آئے.....“

اس نے جلدی سے راستہ چھوڑا..... فاخ اندر داخل ہو گیا..... آیت اتنے دنوں بعد آج پھر سے بے حد گہرائی دیکھائی دے رہی تھی..... وہ اس وقت یہاں کیوں آیا تھا..... وہ مسلسل سوچے چلی جا رہی تھی.....

”کیسی طبیعت ہے تمہاری؟“

”پہلے سے بہتر.....“

”ہوں.....“

وہ چلتا ہوا صوفے کے قریب آیا..... آیت دروازہ بند کرتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی.....

”یہ تمہارے لئے.....“

اس نے بکے اور باکس اس کی جانب بڑھاتے ہی اپنے انداز میں کہا.....

”یہ کس لئے؟“

وہ تھامتے ہی پوچھنے لگی..... فاخ اوور کوٹ اتارنے لگا تھا.....

”پہلی بار آیا ہوں تمہارے اپارٹمنٹ میں..... سوچا کچھ لینا چلوں!“

وہ سنجیدگی سے بولا..... کوٹ صوفے پر پھینکتا وہ براہ راست اس کی جانب دیکھنے لگا.....

”اس کی ضرورت نہیں تھی.....“

”بیٹھنے کو نہیں کہو گی؟“

”شیور! بیٹھے.....“

اور پھر وہ اپنے وجہہ انداز میں صوفے پر براجمان ہو گیا.....

آیت بکے اور بکس سامنے نیبل پر رکھتی اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

وہ اسی کی جانب دیکھ رہا تھا.....

”آپ کیا لیں گے.....؟ چائے یا کافی؟“

”تمہیں کیا پسند ہے؟“

بدستور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا گیا..... آیت لب بھینچتی دھیمے سے مسکراتی اپنے انداز میں گویا

ہوئی.....

”چائے!“

”ڈن..... چائے!“

گھبراہٹ چہرے پر واضح طور پر عیاں تھی..... وہ لمبی سانس کھینچتی کچن میں چلی آئی.....

فاخ نظریں گھا کر اپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگا..... اور پھر اٹھا اور خود بھی کچن میں چلا آیا..... آیت

چائے کا پانی چولہے پر رکھے پلٹی ہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے موجود دیکھ کر بری طرح گھبرا گئی..... وہ

اس کی گھبراہٹ انجوائے کرنے لگا تھا.....

”کک..... کچھ چاہئے تھا؟“

وہ پوچھ رہی تھی.....

”نہیں..... دیکھئے آیا تھا..... کہ چائے کیسے بناتی ہوتی؟“

وہ اپنے انداز میں بولا..... آیت دھیمے سے مسکراتی گھبراہٹ چہرے پر سجائے چائے کی

پتی پانی میں انڈ لینے لگی..... فاخ سامنے رکھے سٹول پر بیٹھ گیا..... آیت کو ہمیشہ سے اس کی نظروں

کی تپش پریشان کر جاتی تھی..... اور اس وقت وہ اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتی چائے بنانے لگی

تھی..... جب سب چیزیں ڈال کر فارغ ہوئی تو پلٹی فاخ کی جانب دیکھنے لگی..... نظریں ملتے ہی

اس کا دل بے قابو ہونے لگا تھا..... زوروں سے دھڑکتے دل پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتی وہ

نظروں کا زاویہ پھیرے لب بھینچتے ہوئے بولی.....

”آپ اس طرح اچانک آ گئے..... بتا کر آتے تو میں کچھ بنالیتی!“

”نہیں..... کھانا کھا کر آیا ہوں..... ڈونٹ وری!“

وہ کپ اٹھانے لگی..... فاخ نے اس کے الجھے بکھرے بالوں پر نظر دوڑائی.....

”دو دن سے زیادہ جھٹی الاؤڈ نہیں ہے تمہیں.....“

وہ گہری سنجیدگی سے بولا تھا..... آیت تجل سی ہو گئی.....

”آئی ایم سوری سر! میں خود چھٹی نہیں کرنا چاہتی تھی..... مگر طبیعت بہت ناساز تھی.....“

”ہوں..... خیال نہیں رکھتی ہوتی اپنا.....“

”موسیٰ بخار تھا..... انسان کا بس کہاں چلتا ہے.....“

اور پھر وہ اثبات میں سر ہلاتا اٹھا اور چائے کپ میں انڈ لیتی آیت کے دو قدم فاصلے پر

جا کھڑا ہوا..... بازو آگے بڑھا کر اس نے اپنا کپ اٹھایا تھا..... آیت جلدی سے خود میں سٹ

کھڑی ہوئی تھی..... کپ اٹھاتا وہ گہری نگاہوں سے اس کے خوبصورت گھبرائے چہرے کا دیدار کرتا

واپس لاؤنچ میں چلا آیا..... آیت نے خشک ہوتے لیوں کو زبان سے ترکیا اور پھر اپنا کپ اٹھاتی وہ

بھی لاؤنچ میں چلی آئی.....

”فایونڈ ملنا چاہ رہی تھی تم سے.....“

چائے کا سپ لیتا وہ اپنے انداز میں بولا.....

”مجھ سے.....؟“

اس نے حیرانگی کا اظہار کیا.....

”ہاں..... تم نے اس کیلئے جو شاپنگ کی تھی..... وہ اسے بہت پسند آئی تھی..... مجھ سے

کہتے تھے کہ ڈیڈی آپ ان سے کچھ سیکھے جنہوں نے میرے لئے شاپنگ کی.....“

آیت دھیمے سے مسکرا دی..... تھوڑی دیر وہ دونوں یونہی بیٹھے باتیں کرتے رہے.....

چائے کا آخری سپ پیتے ہی وہ کپ ٹیبل پر رکھتا اٹھ کھڑا ہوا.....

”او کے آیت! مجھے اب چلنا چاہئے..... بہترین چائے کیلئے شکریہ..... اور ہاں..... اس

بکس میں تمہارے لئے ایک خاص تحفہ ہے..... صبر سے دیکھنا.....“

”ایسا کیا ہے سر؟“

”سر پرانزا! دیکھ لینا.....! او کے ٹیک کیئری یو ٹو مارو!“

وہ اپنا کوٹ اٹھاتا باہر جاتے دروازے کی جانب بڑھنے لگا..... جاتے جاتے بھی وہ

ایک گہری نگاہ اس کے خوبصورت چہرے پر دوڑتا گیا تھا..... آیت نے جلدی سے آگے بڑھ کر

دروازہ لاک کیا اور پھر چلتی ہوئی ٹیبل کے نزدیک آرکی..... بکے اٹھا کر سوگھتی وہ دھیمے سے مسکرا

دی..... بکے واپس ٹیبل پر رکھے اب وہ بکس اٹھائے بیڈ پر آ بیٹھی..... جلدی سے بکس پر لگا

خوبصورت ریپ اتارا..... بکس کو ان ٹیپ کرتی وہ جلدی سے بکس کھولے اندر رکھا ایک خوبصورت

شمشے کا جار باہر نکالنے لگی..... جار کے اندر خوبصورت رنگ برنگی چھوٹی چھوٹی پرچیاں رول ہو کر

پڑی تھیں..... اتنا بڑا جارفل گردن تک ان رنگ برنگی پرچیوں سے بھرا ہوا تھا..... آیت حیرانی سے

اس جار کو کھولنے لگی..... ڈھکن کھولتے ہی اس نے ہاتھ گھسا کر ایک پرچی باہر نکالی..... اس رول

کی گئی پرچی کو کھولتے ہی اس نے اپنی خوبصورت نگاہیں پرچی کے اندر دوڑائیں۔ پرچی خالی تھی۔ وہ مزید حیران ہوئی۔ اس نے دوسری پرچی نکالی۔ وہ بھی خالی تھی۔ پھر تیسری، چوتھی، پانچویں۔ سب خالی تھیں۔ وہ توری چڑھائے لب بھینچنے لگی۔ اور پھر دھیرے دھیرے تمام پرچیاں نکالتی کھولتی چلی گئی۔ بیس منٹ گزر کے تھے۔ تقریباً ہزار، پندرہ سو کے قریب پرچیاں تھیں۔ مگر سب خالی۔ وہ اکتا گئی۔

”یہ کیا تھخہ ہے؟“

اس نے چڑتے ہی کہا۔ اب آخری پانچ پرچیاں رہ گئیں۔ وہ اکتائے ہوئے بے زار انداز میں باقی کی تمام پرچیاں بھی کھولتی بیڈ پر پھینکنے لگی۔ وہ بھی خالی نکلیں۔ اب آخری پرچی رہ گئی۔ اس نے وہ بھی کھولی اور بیڈ پر پھینک دی۔ اسے لگا جیسے اس پرچی پر کچھ لکھا تھا۔ وہ فوراً اس پرچی پر لپکی۔ اپنی خوبصورت گرین آنکھیں اس اور بیچ پرچی پر جمائے وہ زیر لب پرچی پر لکھی لائن بڑبڑانے لگی۔

”بکے میں چھپا ایک لیٹر ہے۔ اسے نکال کر پڑھو۔“

وہ تذبذب کے عالم میں بکے کی جانب لپکی۔ اتنے زیادہ پھولوں میں اندر کہیں جا کر ایک سفید لپٹا کاغذ نظر آیا تو وہ ہاتھ گھسا کر وہ کاغذ باہر نکالنے لگی۔ ابھی سانسوں کو بحال کرتی وہ لیٹر کھولے اس کے اندر لکھی سطروں پر نظریں دوڑانے لگی۔

”ڈیز آیت!“

جانتا ہوں کہ تم اس وقت بے حد حیرانی میں مبتلا ہو۔

اتنی محنت سے تم نے تمام پرچیاں کھول ڈالیں۔ غصہ تو آ رہا ہوگا تمہیں مجھ پر؟

ہے ناں؟“

وہ لب بھینچتی چلتی ہوئی صوفے پر آ بیٹھی۔ نظریں مسلسل لیٹر پر پڑی تھیں۔

”جو بات میں تم سے کہنے جا رہا ہوں۔ اس کیلئے تھوڑی محنت کرنا تو ضروری تھی۔“

میرے لئے بھی۔ تمہارے لئے بھی۔ میں نے بہت سوچا ہے اس بارے میں۔ اور بہت سوچنے سمجھنے کے بعد میں اس فیصلے پر پہنچا ہوں کہ یہ بات تمہیں کہہ دینے میں مجھے اب مزید دیر نہیں کرنی چاہئے۔ میں کوئی دعوے نہیں کروں گا۔ نہ قسمیں کھاؤں گا نہ وعدے کروں گا۔ میں ایک پریکٹیکل انسان ہوں۔ اور شاید یہ بات تم بہت اچھی طرح سے جانتی ہو۔ جس دن سے تم نے میری کمپنی جوائن کی ہے۔ اس دن سے تم میری توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہو۔ نجانے کیوں! مگر

ایسا ہی ہے۔ میں نے بہت کوشش کی، تمہیں نہ سوچنے کی۔ مگر میں بے بس ہوں۔ اپنے دل کے ہاتھوں۔ چاہ کر بھی تمہارا چہرہ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ تمہاری باتیں، تمہاری حرکتیں، سبھی مجھے بہت عزیز ہیں۔

سنو!

تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔ اور دل و جان سے اپنا آپ تمہیں سوئپ دینا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ کیلئے۔ کیا ایسا ممکن ہے۔ کہ تم میری ہو جاؤ۔ ہمیشہ کیلئے؟

“Will you Mary me?”

لب بھینچتی وہ اپنی ابھی سانسوں کو بحال کرنے لگی۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی سی اتر آئی تھی۔ لب بھینچنے وہ خاموشی سے آنسو بہانے لگی تھی۔ فارخ بھی اس کی محبت میں گرفتار تھا۔ جس طرح یہ اس کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی۔ اسے شاید اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا تھا۔ تبھی وہ ایک بار پھر سے لیٹر پڑھنے لگی تھی۔ اور جب دوسری بار لیٹر پڑھ چکی تو دھیسے سے مسکرا دی۔

محبت کوشش یا محنت سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ عطا ہے۔ یہ بہت بڑا نصیب ہے۔ زمین کے سفر میں اگر کوئی چیز آسانی ہے تو وہ محبت ہی ہے۔ صبر اور انتظار کرنے سے ہر وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے جو ہمارے لئے بہترین ہوتی ہے۔

صبر سے رحمت کا انتظار کیا جائے تو جو چیز ہمارے لئے لکھ دی گئی ہو وہ ہمیں مل کر ہی رہتی ہے۔ اور دیر تو ہمیشہ حکمت پر ہی مبنی ہوتی ہے۔

☆☆☆

دروازے پر دستک سنائی دی۔ فارخ اپنے آفس میں، لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے کسی اہم کام میں مصروف تھا۔ دستک سنتے ہی مصروف انداز میں وہ اپنی بارعب آواز میں بولا۔

“Enter!”

اجازت ملتے ہی وہ آہستگی سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔ لب بھینچتی وہ دھیرے دھیرے چلتی فارخ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ای میل سینڈ کرتے ہی اس نے نظروں کا زاویہ گھا کر اپنے سامنے کھڑی اس پری زاد کی جانب دیکھا۔ ڈارک گرین ڈریس میں ملبوس وہ ہاتھ میں ایک انویلپ تھا۔ اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ فارخ اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی سوالیاں نگاہیں آیت کے خوبصورت چہرے پر مرکوز تھیں۔ غالباً وہ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

گلہ کھگارتی آیت لب بھینچتی دھیسے سے گویا ہوئی.....

”یہ لہجے سرا“

”یہ کیا ہے؟“

انویپ خود کی طرف بڑھائے جانے پر وہ حیرانگی سے انویپ کی جانب دیکھتے ہی پوچھنے لگا..... آیت نے گہری لمبی سانس کھینچی اور دھیسے سے گویا ہوئی.....

”My Resignation.....“

”What?“

فاخ پر تو جیسے بم بلاسٹ ہوا تھا..... بے پناہ حیرانگی چہرے پر سجائے وہ دو قدم آگے بڑھ کر بولا.....

”کیوں؟“

”میں اب مزید اس کمپنی میں کام نہیں کرنا چاہتی..... آئی ایم سوری سرا“

”تم ایسا نہیں کر سکتیں.....“

”کیوں نہیں کر سکتی..... میں نے کوئی کانٹریکٹ سائن نہیں کیا آپ کے ساتھ..... میں جب چاہوں یہ جاب چھوڑ سکتی ہوں.....“

وہ اس بار خاموشی سے اس کی جانب تکتے لگا..... آیت ساٹ لہجے میں گویا ہوئی.....

”آپ پلیز اس پر سائن کر کے مجھے میرے اس مہینے کی تنخواہ دے دیجئے..... آپ کا

اپارٹمنٹ اور کار..... دونوں کی چابیاں میں باہر ریسپشن پر جمع کروا چکی ہوں.....“

وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا..... بہت سوال تھے اس کے دل میں.....

مگر وہ خاموش رہا..... بجھے دل سے انویپ تھامتا وہ سامنے کھڑی آیت کو نظروں کا محور بنائے، انویپ کھولنے لگا.....

ایک کاغذ باہر نکالتے ہی اس نے گہری خاموشی سے اپنی نظریں اس کاغذ پر گاڑ دیں

تھیں..... کاغذ کی تہہ کھولتا وہ اس کا ریپلیٹیشن لیٹر پڑھنے لگا تھا..... مگر یہ کیا..... اس لیٹر پر صرف

ایک ہی لفظ لکھا تھا..... (Yes!) وہ پہلے سمجھا نہیں پھر زیر لب بڑبڑانے لگا.....

”Yes“

اور جب اسے احساس ہوا تو نظریں اٹھا کر سامنے کھڑی مسکراتی آیت کی جانب دیکھنے

لگا..... وہ مسکراتے ہی اپنے لب بھینچنے لگی.....

”میں نے سوچا..... جیسے آپ نے مجھے سے اتنی محنت کروائی..... اتنی ڈھیر ساری

پرچیاں کھلوانے کی..... کیوں نہ مجھے بھی اس کا بدلہ لے لینا چاہئے.....“

وہ ایک ادا سے بولی تھی..... فاخ انویپ اور پیپر ٹیبل پر رکھتا چلتا ہوا اس کے دو قدم فاصلے پر آکھڑا ہوا.....

”تو بدلہ لے رہی تھیں تم مجھ سے؟“

آیت دھیسے سے مسکرا دی..... فاخ گہری سنجیدگی سے گویا ہوا۔

”میں نے اس کی اجازت تمہیں نہیں دی ہے.....“

کس قدر گہری سنجیدگی سے کہا گیا تھا..... آیت کی مسکراہٹ ایک لمحے میں اڑن چھو ہوتی محسوس ہوئی..... وہ لب بھینچتے ہی خاموشی سے اس کی جانب دیکھنے لگی..... فاخ پھر سے بولا.....

”پہلے میری زندگی میں ہلچل مچا دی..... اور اب ایک لمحے میں میری حالت بری کر دی..... اور پھر کھڑے کھڑے مسکرا رہی ہو؟ میرا مذاق اڑا رہی ہو؟“

آیت کی حالت رونے والی ہو گئی..... وہ کچھ بول ہی نہ پائی..... فاخ اب کے خاموشی سے اس کا اترا اترا چہرہ تکتے لگا تھا..... آیت آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی آہستگی سے گویا ہوئی.....

”آئی ایم سوری!“

”سوری.....؟ میری زندگی میں سوری کی کوئی گنجائش نہیں ہے..... تم نے غلطی کی ہے..... اس کی سزا بھی یقیناً تمہیں ملنے والی ہے.....“

آیت منہ بسورے نظریں جھکا گئی..... فاخ تھوڑی دیر یونہی کھڑا اس کا اترا اترا چہرہ تکتا رہا..... اور پھر جیب میں ہاتھ گھساتا، دوسرے ہاتھ سے آیت کا ہاتھ تھامتا ایک سحر انگیز انداز میں

گویا ہوا.....

”اور تمہاری سزا یہ ہے کہ..... تم آج سے ابھی سے..... اسی پل سے..... میرے نام کے ساتھ جڑ جاؤ گی.....“

اس نے اپنی نظریں اس کے خوبصورت چہرے پر گاڑتے ہی جیب سے نکالی گئی ڈائمنڈ رنگ اس کے خوبصورت بائیں ہاتھ کی سکیڈ لاسٹ فنگر میں پہنا دی..... آیت نم بھری نگاہوں سے

اپنے ہاتھ میں پہنی اس خوبصورت انگلی کی جانب دیکھنے لگی..... وہ مسلسل اس کے چہرے پر نظریں گاڑھی کھڑی تھی..... آیت اپنا ہاتھ پھڑاتی ناراضی سے گویا ہوئی.....

”آپ بہت برے ہیں.....“

فانخ اس کی ادا پر دھیسے سے مسکرا دیا.....

”جیسا بھی ہوں..... صرف تمہارا ہوں.....“

آیت نے ذرا کی ذرا پلکیں اٹھا کر اس کی گہری آنکھوں میں جھانکا اور اگلے ہی پل وہ بری طرح سے جھینپ سی گئی..... اس نے جھینپتے ہی اپنے لب بھینچے تھے..... فانخ ہمیشہ سے اس کی یہ حرکت نوٹ کرتا چلا آیا تھا..... اس نے ایک بار اسے ٹوکا بھی تھا کہ وہ یہ حرکت نہ کیا کرے..... مگر یہ اس کے بچپن کی عادت تھی..... چاہ کر بھی اس عادت سے جان نہیں چھڑا سکتی تھی..... فانخ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامتے ہی سرگوشیا نہ انداز میں بولا تھا.....

”تم سے پہلے بھی کہا تھا ناں..... کہ یہ حرکت مت کیا کرو.....“

اس کے ہاتھوں کا لیس اپنے چہرے پر محسوس کرتی وہ بری طرح سے گھبرا گئی..... اس کی سانسیں الجھنے لگی تھیں.....

”سک..... کیا؟“

”مجھے تمہاری یہ عادت بہت پسند ہے..... مگر تم ایسا کر کے مجھے تنگ ہی کرتی ہو.....“

وہ ناسمجھی کے عالم میں اس کی جانب دیکھنے لگی..... کس قدر محبت تھی فانخ کی آنکھوں میں..... اس کی سانسیں آیت کے چہرے سے ٹکرانے لگی تھیں..... فانخ نے اپنی آنکھیں میچیں اور پھر لمبی سانس کھینچتا اس کی بالوں کی لٹ کانوں کے پیچھے اڑتا اس کی بازوؤں تھامے دروازے کی جانب بڑھنے لگا.....

”آؤ میرے ساتھ.....“

آیت کچھ نہ بولی..... اور چپ چاپ اس کے ساتھ کھینچتی چلی گئی..... لفٹ میں وہ دونوں خاموش کھڑے رہے..... فانخ نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا..... اور پھر گاڑی میں سفر کے دوران بھی وہ دونوں خاموش رہے..... ایک خوبصورت بنگلے کے آگے گاڑی رکی تھی..... گاڑی سے باہر نکلتا وہ ایک بار پھر سے اس کا ہاتھ تھامے بنگلے کے اندر داخل ہو گیا..... نوکر چاکر اپنے کام میں مشغول تھے..... آیت مبہوت سے گھر دیکھتی اس کے ساتھ چلتی چلی جا رہی تھی.....

بیک یارڈ میں ایک بوڑھی مگر فیشن ایبل خاتون کرسی پر بیٹھیں چار سالہ خوبصورت ننھی پری کو گود میں لئے اس کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھیں..... فانخ اس کا ہاتھ تھامے ان خاتون کے سامنے جا کھڑا ہوا.....

”موم!“

مسز خان نے نظریں اٹھا کر مسکراتے ہوئے فانخ اور پھر اس کے بغل میں کھڑی آیت کی جانب دیکھا.....

”آیت!“

وہ مسکراتے ہی بولیں اور فوراً کھڑی ہو گئیں..... آیت کیلئے یہ لمحہ بے پناہ حیرت سموئے ہوئے تھا..... مسز خان چلتی ہوئیں اس کے قریب جا کھڑی ہوئیں.....

”السلام علیکم!“

آیت نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا.....

”وعلیکم السلام!“

انہوں نے بے پناہ ممتا بھرے انداز میں اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہی کہا.....

”ماشاء اللہ..... فانخ ایسے ہی تمہارا دیوانہ نہیں ہوا ہے..... مجھے معلوم تھا..... تم میں لازمی کوئی خاص بات ضرور ہوگی..... اور اب تمہیں دیکھتے ہی اندازہ ہو گیا ہے..... کہ تم کتنی خاص اور پیاری بچی ہو.....“

وہ معنی خیز نگاہوں سے فانخ کی جانب دیکھنے لگیں..... آیت حیرانی بھری نگاہوں سے فانخ کی جانب دیکھ رہی تھی..... وہ مسکرا رہا تھا.....

”ڈیڈی!“

ننھی پری دوڑتی ہوئی فانخ کے ٹانگوں سے آ لپٹی تھی.....

فانخ نے کھلکھلا کر اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا.....

”ڈیڈی! یہ آپ کی پیشل فرینڈ ہیں ناں؟“

وہ بچی معصومیت سے پوچھ رہی تھی..... فانخ نے اسے بوسہ دیتے ہی خوشگوار لہجے میں جواب دیا.....

”لیس مائے پرنسز.....!“

”اوہ ہائے!“

بچی نے خوبصورت انداز میں اپنا ہاتھ آیت کی جانب بڑھا دیا..... آیت نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا..... حیرتوں کے پہاڑ تھے کہ اس پر پھٹتے ہی چلے جا رہے تھے..... یعنی فانخ نے پہلے سے ہی اپنی تمام فیملی کو آیت کے بارے میں بتا رکھا تھا..... آیت حیرت کے مارے کچھ بول ہی نہ پائی..... فانخ اب اسے اپنے بابا سے ملوانے ان کے کمرے میں چلا آیا تھا..... خان صاحب طبیعت

ہیرو برداشت نہیں کر سکتی.....“

وہ منہ بسورے بولی تو فاسخ کھکھلا کر مسکرا دیا.....

”اچھا جی..... جو حکم میڈم آپ کا.....“

آیت مسکراتے ہی لب بھینچنے لگی تھی.....

”تم نے پھر وہی حرکت کی ہے.....“

وہ اسے گھورنے لگا تھا.....

”اچھا سوری!“

”سوری؟“

”اچھا ناں.....“

وہ بھاگنے لگی تھی..... مگر فاسخ نے آگے بڑھ کر اسے کھینچنے ہی اپنی بانہوں میں قید کر لیا

تھا..... وہ سر اٹھائے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی تھی..... فاسخ بول رہا تھا.....

”ہر وقت میرا حق چھینتی ہو اور پھر سوری بول دیتی ہو.....“

”بچپن کی عادت ہے..... نہیں جانے والی.....“

وہ دھیمے سے..... لی..... فاسخ بے پناہ محبت سے اسے دیکھنے لگا۔ آیت اس کی نظروں کی

تپش سے جھینپ سی گئی..... اور پھر اس کی اس ادا پر فاسخ نے اسے پوری مضبوطی سے اپنی بانہوں

میں جکڑ لیا تھا.....

”I Love you so much!“

”I Love you too!“

آیت نے اس کے سینے پر سر رکھتے ہی سکون کا سانس لیا تھا.....

سنو!

جب ایک لڑکی تم سے محبت کرتی ہے.....

چلاتی ہے، ناراض ہوتی ہے.....

تمہاری وجہ سے روتی ہے.....

بولتی، بولتی اور بولتی جاتی ہے.....

اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں.....

اور جب تمہیں مجبور کر دیتی ہے کہ اس کی بات سنو.....

تو تم خوش ہو جایا کرو.....

تم اس کیلئے اس قدر اہم ہو تو وہ ایسا کرتی ہے ناں.....

وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے.....

ایک لڑکی کی خاموشی بہت بامعنی ہوتی ہے.....

یعنی تھک گئی ہے.....

یعنی اب اس میں لڑنے کا حوصلہ نہیں.....

اگر مرد ہو.....

بچی محبت کرتے ہو.....

تو اس کی محبت کی قدر کرو.....

اسے احساس دلاؤ کہ اس کا ہنسنا کتنا پیارا ہے.....

اسے تحفظ کا احساس دلاؤ.....

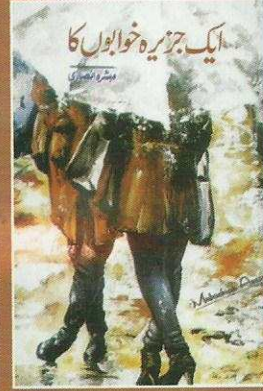
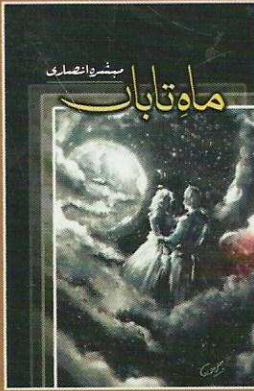
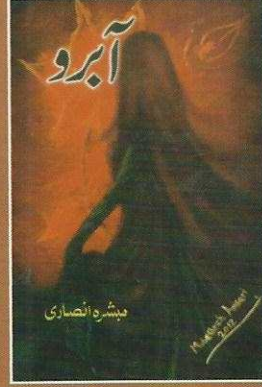
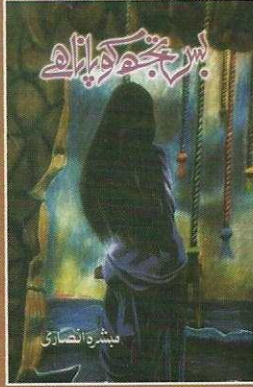
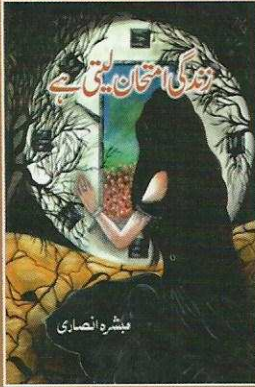
اس سے محبت کا اظہار کرو.....

اسے بتاؤ کہ تم اس سے کتنی محبت کرتے ہو.....

عورت ذات کو بس اتنی سی بات سے سکون آ جاتا ہے.....

ختم شد

مبشرہ انصاری کے دیگر ناول



علم و فن پبلشرز

الحمد مارکیٹ، 40- اردو بازار، لاہور۔

فون: 7352332، 7232336، فیکس: 7223584

www.ilmoirfanpublishers.com

E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com